بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے تینتالیس سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

509
محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
جنوری 2008

ماہنامہ الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

موتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کی طرف سے مدرسین حضرات، علماء کرام، طلباء عظام اور عشق رسول اللہ ﷺ رکھنے والے مسلمان بھائیوں کے لئے ایک نادر اور بیش قیمت علمی و تحقیقی تحفہ

زین المحافل
شرح الشمائل (للامام ترمذیؒ)

﴿ افادات ﴾

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ضبط و ترتیب : مولانا اصلاح الدین حقانی

حاشیہ و تخریج احادیث: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

صفحات۔/۱۱۰۰ (دو جلدوں میں) ﴿جلد منظر عام پر آ رہی ہے﴾

اعلیٰ ترین کاغذ و طباعت و ڈائی دار جلد بندی

خصوصیات

یہ عظیم علمی و تحقیقی تحفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جس میں حضرت مولانا صاحب نے کتاب کی لفظی اور عبارتی تشریح کیساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور مسئلہ کے جمیع مالھا وما علیھا یعنی ہر ہر پہلو کو بیان کیا ہے۔ حدیث میں اشکال کی توجیہ میں مختلف آراء کو بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور بعض مقامات پر مناسب توجیہ کی ترجیح بھی ظاہر کی گئی ہے۔ ہر حدیث کے راوی کے حالات بقدر ضرورت بیان کئے گئے ہیں۔ امام ترمذیؒ کے ذکر کردہ احادیث کی دوسری کتب حدیث سے تخریج حوالوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور حاشیہ میں بعض معرکۃ الارا فقہی مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔

ناشر : موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ۔۔۔۔ 43
شمارہ نمبر ۔۔۔۔ 04
محرم الحرام ۔۔۔ ۱۴۲۹ھ
جنوری ۔۔۔ ۲۰۰۸ء

قرآن اکیڈمی لائبریری
6-2-08
اکوڑہ خٹک
36 ماڈل ٹاؤن لاہور

ماہنامہ الحق

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: خدا سے خیر مانگو آشیاں کی ۔ پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بینظیر بھٹو کا قتل پاکستان کی وحدت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ۔ جمعیۃ علماء اسلام کا الیکشن سے بائیکاٹ کی وجوہات..................راشد الحق سمیع حقانی ۲
آیات قرآنی کے اعجاز کے چند نمونے ....ڈاکٹر عودہ خلیل الرحمٰن ابوعودہ ۱۰
اسلام کی عائلی تعلیمات اور رفیقہ حیات کا انتخاب ...... مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ ۱۳
قرآن و حدیث کی روشنی میں وقوع قیامت اور وقت کا تعین؟......مولانا محمد حذیفہ وستانوی ۲۰
مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور دوہرا معیار..................مولانا انیس احمد ندوی ۳۱
اسلام میں خاندان کا تصور اور ماں بچے کی صحت .... جناب شکیل اختر ۳۷
نیو امریکن انٹرنیشنلزم' امریکہ کو باقی دنیا سے نفرت کیوں ہے .... جناب شفیق الاسلام ۴۷
تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ ....جناب اوریا مقبول جان ۵۵
انجیل میں برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰؑ کی کردار کشی .... جناب سلمان نسیم ندوی ۵۷
دارالعلوم کے شب و روز ....جناب شفیق الدین فاروقی ۶۲
تبصرہ کتب ....ادارہ ۶۳

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان ۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200 'بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

خدا سے خیر مانگو آشیاں کی

بدقسمت اہالیان پاکستان کا لٹا پٹا قافلہ ان دنوں ایسی آزمائش اور کرب وبلا کی منزلوں سے گزر رہا ہے کہ قلم اس تکلیف دہ مناظر کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ لخت لخت جگر کو بڑی ہمتوں کے ساتھ جمع کر کے اور قلم کو ہزار منتوں کے بعد کچھ لکھنے کیلئے مائل کیا ہے۔ ارض پاکستان کی تباہی اور بربادی اور حکمرانوں کی نااہلی اور ظلم وبربریت پر ماسوائے نوحہ گری اور ماتم گساری کے اور کیا لکھا جاسکتا ہے۔ خیبر سے لے کر کراچی تک کے عوام آگ وخون کے سمندروں سے گزارے جارہے ہیں۔ امن وامان اور انصاف کی فراہمی کی امید کی شمع تو کب سے پاکستانی عوام کی بجھ چکی ہے۔ اب تو اس کے ناتواں جسم کی چند سانسیں اور ڈوبتی نبض ظالم اور نااہل حکمرانوں سے یہ التجا کر رہی ہے کہ ؎

چراغ زندگی کو ایک جھونکے کی ضرورت ہے تمہیں میری قسم پھر سے ذرا دامن کو لہرانا

بدترین سردی کے موسم میں پاکستانی قوم آٹے کے تھیلوں کی بھیک بازاروں میں منہ مانگے قیمت پر حاصل کرنے کے لئے در بدر ٹھوکریں کھارہی ہے لیکن آٹا دستیاب نہیں البتہ بم دھماکوں اور موت کی ان دنوں اپنے وطن میں کوئی کمی نہیں۔ حکمرانوں کے ''روشن خیال'' ''کارناموں'' اور ''کامیاب خارجہ پالیسی'' کے باعث پاکستان ان دنوں عراق اور افغانستان سے زیادہ ''ترقی'' کر گیا ہے۔ ملک کا کوئی ایسا شہر اور گوشہ نہیں جہاں قتل وقتال کا راج نہ ہو اور حکومت کے خلاف بغاوت برپا نہ ہو۔ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ طاقت اور اندھا دھند فوجی آپریشنوں کے ذریعے اس آگ کو وہ بجھا دے گی تو یہ اس کی سراسر غلط فہمی ہے۔ جب امریکہ جیسی بڑی فوجی طاقت اور اس کے اتحادی عراق اور افغانستان میں طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو نہ دبا سکے تو بھلا پرویز مشرف جیسی گئی گزری آمرانہ حکومت اس آگ پر کیسے قابو پاسکتی ہے؟ سیاسی قیادت کو تو پہلے ہی اس حکومت نے اپاہج بنا دیا ہے' ملک کی بگڑتی ہوئی اقتصادی صورتحال بھی تباہی کی آخری حدوں کو چھورہی ہے۔ قومی اداروں پر اپنے من پسند نااہل افراد کی تقرری کے باعث یہ ادارے اب نزع کی حالت میں ہیں۔ عدلیہ کے اعلیٰ جج نظر بند ہیں' آئین بازیچہ اطفال اور یرغمال بنایا ہوا ہے' تمام فیصلے فوجی اور پولیس کے بندوقوں کے ذریعے کرائے جارہے ہیں۔ تو ایسے میں اگر دنیا والے پاکستان کو ناکام اسٹیٹ نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ جب رہنما ہی رہزن بن جائیں تو پھر کسی اور سے کیا گلہ؟ نااہل حکمران اپنے وجود کو پاکستان کے لئے لازمی گردانتے رہے ہیں بلکہ اسے مجولا ئینگ سمجھا جارہا ہے اور ہر مخلصانہ مشورے کو بدنیتی پر محمول کیا جارہا ہے تو ایسے میں

امن واستحکام وصلح وآشتی کیونکر پاکستان کو حاصل ہوسکتی ہے؟ سوات کے مرغزاروں پر جو آگ آپریشن کی صورت میں جلائی گئی تھی اب وہ پشاور کی دہلیز یعنی درہ آدم خیل' کوہاٹ اور جنوبی وزیرستان کے پہاڑوں تک دوبارہ پھیل گئی ہے۔

اس مسئلہ کو ہوش مندی' حکمت عملی اور صلح وجرگہ کے ذریعے حل کرنا چاہیے تھا۔ اور اپنی غلامانہ خارجہ پالیسی کو یکسر بدل دینا چاہیے تھا اور اپنے طرز حکمرانی پر غور وفکر اور اصلاح کرکے یہ آگ بجھائی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا جارہا کیونکہ پاکستان میں جتنا زیادہ خوف وہراس اور سیاسی عدم استحکام ہوگا تو اتنا ہی زیادہ ایک طالع آزما حکمران کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔ پھر اس سے بڑھ کر مغربی ممالک بھی اس بات میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ پاکستان میں ہر قسم کی شورشیں مزید برپا ہوں اور اسکے اندر سیاسی عدم استحکام روز بروز بڑھتا چلا جائے تاکہ ہمیں پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے تباہ کرنے کا بہانہ میسر ہوسکے کہ پاکستان کے اندر خانہ جنگی ہورہی ہے اور ایک ناکام اسٹیٹ کے ہاتھوں میں ایٹمی ہتھیار محفوظ نہیں رہ سکتے اسلیئے پاکستان پر مستقبل قریب میں مزید دباؤ اور مختلف ہتھکنڈے اور اس سے بڑھ کر خدانخواستہ حملے مغرب کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے ایٹمی پروگرام کے سربراہ محمد البرادی اور امریکی صدارتی امیدواروں کے بیانات پاکستانی حکمرانوں کیلئے نوشتہ دیوار ہیں۔ لیکن جہاں اپنا مفاد ملک وقوم کے مفاد سے زیادہ عزیز سمجھا جائے تو ایسے اندھے اور بہرے حکمرانوں کے سامنے نہ تو شورِ قیامت کارگر ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ہی جہنم کی دہکتی آگ۔ معلوم نہیں کہ اہالیان پاکستان خدانخواستہ کس وادی تیہ میں بھٹکتے جارہے ہیں؟ قوم اب بھی کسی ''اعصائے موسیٰ کے معجزات'' کی طرف دیکھ رہی ہے اور کسی مسیحا کے قدموں کی چاپ کی منتظر ہے۔ لیکن جب تک قوم خود کوئی بڑی فیصلہ کن جدوجہد ان حکمرانوں کیخلاف نہ کرے تو کوئی مسیحا اور معجزات کیونکر ان کی محکومی ختم کریں؟ اسکے علاوہ مبہم الیکشن کی فضاء ناامیدی اور خوف کے باعث مزید بے یقینی کی شکار ہوگئی ہے۔ تمام اپوزیشن جماعتیں حکومت کی کھلی دھاندلی کرنے کے منصوبوں کے خلاف دُہائی دے رہی ہیں لیکن حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ باخبر ذرائع اس بات کا عندیہ دے رہے ہیں کہ جان بوجھ کر حکومت ایسا کرنا چاہتی ہے تاکہ الیکشن کے بعد حالات اور بھی ناگفتہ بہ ہوں اور مارشل لاء اور شخصی آمریت کا تسلسل مزید پانچ سال تک قائم رکھا جاسکے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں موجودہ صورتحال کے باوجود الیکشن میں حصہ لے رہی ہیں۔ انکو بُتوں سے امید ہے اور خدا سے ناامیدی لیکن ۱۸ رفروری کے بعد ان کی تمام امیدوں پر اوس پڑ جائیگی اور وہ جماعتیں بھی ان سیاسی جماعتوں کے ساتھ آملیں گی جن جماعتوں نے ان بوگس اور دھاندلی سے پر الیکشن کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ ۱۸ رفروری سے پہلے شاید بہت کچھ حکومت کرسکتی ہے۔ خدانہ کرے کہ کسی اور کے سر پر کوئی شہاب ثاقب گرے یا بدنصیب زمین پر کوئی اور آسمان گرے' اگر الیکشن سے پہلے دوبارہ کوئی بھی گڑبڑ ہوئی تو اس سے ملک کی پہلے سے کمزور بنیادیں مزید ہل جائینگی۔ قوم سے یہ التجا ہے کہ وہ جمود کو توڑے' خوئے غلامی کو چھوڑے اور اپنی آزادی کا چراغ بادِ صرصر کے باوجود روشن وجاویداں رکھنے کی کوشش کرے۔

پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کا قتل
پاکستان کی وحدت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور اس کی روح رواں محترمہ بے نظیر بھٹو کو ۲۷ دسمبر کی شام کو لیاقت باغ راولپنڈی کے ایک جلسہ عام کے اختتام کے بعد سڑک کے بیچوں بیچ اور درجنوں سیکورٹی اہلکاروں کی موجودگی میں بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس افسوسناک حادثہ نے ملک کے گوشے گوشے میں غم و ماتم کی ایک سوگوار فضا قائم کر دی۔ بلاشبہ پاکستان پیپلز پارٹی ملک کی ایک بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس کی مرکزی لیڈر بے نظیر بھٹو ایک ذہین اور زیرک سیاستدان تھیں۔ انہوں نے عمر بھر پور جدوجہد میں گزاری۔ اور پیپلز پارٹی کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بدولت نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اسے ایک بڑی فعال اور متحرک جماعت کے طور پر ابھارا۔ (اسکے بانی ذوالفقار علی بھٹو جو ایک بڑی سیاسی قد آور شخصیت اور بے نظیر بھٹو کے والد تھے' ان کو پھانسی دینے کے بعد بھٹو کی ذات ایک طلسماتی شخصیت میں بدل گئی اور پیپلز پارٹی پہلے سے بھی زیادہ مضبوط جماعت بن گئی) اور اس کے ورکروں اور ہمدردوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اس کی مرکزی لیڈر کو ملک کے ان مخدوش حالات میں قتل کرانا ایک بہت بڑی گہری بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس حادثے کے فوراً بعد حکومت کے پے در پے بدلتے متضاد بیانات اور اقدامات نے شکوک و شبہات سے اَٹی فضا کو اور بھی آلودہ کر دیا ہے۔ پوری پاکستانی قوم کو حکومتی اعلانات اور اقدامات پر اطمینان نہیں۔ کیونکہ بدقسمتی سے مشرف حکومت کے ماضی کی تمام پالیسیاں اور ظالمانہ اقدامات نے کہیں بھی نیک نیتی اور عدل و انصاف پر مبنی حقائق کو سامنے آنے نہیں دیا۔ اسی باعث پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت ایک تسلسل کے ساتھ اس قتل کا الزام پاکستان مسلم لیگ (ق) اور بعض اہم حکومتی ذمہ داریوں پر فائز شخصیات پر لگا رہی ہے۔ لیکن حکومت ان الزامات کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں لے رہی اور حسب سابق اس کا ملبہ بھی طالبان اور مذہبی انتہا پسندوں کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے۔ دوسرے معنوں میں حکومت ارادی یا غیر ارادی طور پر لبرل اور مذہبی جماعتوں کے درمیان براہ راست ٹکراؤ کی فضاء قائم کرنے میں مصروف عمل ہے اور اس حادثہ کے فوراً بعد خانہ جنگی کے لئے زمین بھی ہموار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اس کا ایک بھیانک منظر پوری دنیا ۲۷ دسمبر کے المناک حادثہ کے فوراً بعد خونی واقعات اور قتل عام اور فسادات کی صورت میں دیکھ چکی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم تھا اس دھرتی پر کہ جلد ہی یہ آگ فوری طور پر بجھ گئی اور اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے بھی حالات کی نزاکت اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرپسندوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور پاکستان اور وفاق کے خلاف اس بڑی سازش کو انہوں نے سختی کے ساتھ مسترد کر دیا۔ ورنہ سندھ میں لگائی گئی آگ کے نتیجے میں پاکستان ایک بار پھر سانحہ بنگلہ دیش جیسے حادثہ کا شکار ہو سکتا تھا اور خدانخواستہ ہر گلی اور ہر محلہ

میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکراور دینی وسیاسی جماعتوں کے پُر امن کارکن اور مدارس اسلامیہ کے لاکھوں طلباء کرام کے درمیان اس سازش کے نتیجہ میں آگ وخون اور خانہ جنگی کی فضاء تیار ہوسکتی تھی۔ لیکن تائیدایزدی کے باعث ہرقسم کی حکومتی اور بین الاقوامی سازشیں ناکام ثابت ہوگئیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے اس تاثر کو زائل کرانے کیلئے کراچی اور سندھ کے ساٹھ ستر علماء اور پارٹی رہنماؤں کا ایک بڑا وفد لیکر مورخہ ۳۰ ر جنوری کو کراچی سے بے نظیر بھٹو کے گاؤں نوڈیرو لاڑکانہ گئے' مرحومہ کے شوہر جناب آصف علی زرداری اور خاندان کے دیگر افراد سے تعزیت کی اور وہاں موجود میڈیا کے ذریعہ سندھ کے لوگوں کو یکجہتی قائم رکھنے اور علیحدگی پسند عناصر کی سازش کو ناکام بنانے کی اپیل کی اور کہا کہ دینی طبقے ہر نازک گھڑی میں سندھ کے ساتھ ہیں اور ملک کی وحدت وسالمیت اور یکجہتی قائم اور باقی رکھنے کیلئے کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس موقع پر میڈیا کے سوالات کے جواب میں اس حادثہ کی برطانوی سکاٹ لینڈیارڈ یا اقوام متحدہ سمیت کسی بھی مغربی ایجنسی سے کرانے کی مخالفت کی اور کہا کہ مغربی ممالک اپنی تحقیقات سے اس حادثہ کا الزام دینی حلقوں اور القاعدہ اور طالبان کے سر مونڈھیں گے تاکہ دہشتگردی کے نام پر اپنی جاری جنگ کے لئے مزید جواز فراہم کرسکیں اور پیپلز پارٹی کو دین سے وابستہ افراد کے خلاف بھڑکا سکیں۔ مولانا مدظلہ کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا اور چند دن بعد امریکی ایجنسی سی آئی اے کے سربراہ نے کسی ثبوت اور تفتیش کے بغیر ہی اسکا الزام بیت اللہ محسود اور مذکورہ قوتوں پر عائد کردیا۔ مولانا مدظلہ کے اس بروقت دورہ پر ملک بھر میں بڑے خوشگوار تاثرات کا اظہار کیا گیا۔ (اسی دن واپسی میں مولانا مدظلہ نے وفد کیساتھ سندھ کے معروف روحانی اور جہادی بزرگ اور علماء دیوبند کے قافلہ سالار مولانا تاج محمود امروٹیؒ کے مزار پر امروٹ شریف میں فاتحہ خوانی بھی کی۔ خانقاہ کے سجادہ نشینوں سے تبادلہ خیال کیا اور سکھر پہونچ کر جامعہ اشرفیہ میں میڈیا کے کثیر مجمع سے خطاب بھی کیا۔)

محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں۔ محترمہ کے پسماندگان اور اس کی پارٹی کے نامزد مجرموں کے خلاف نہ کہ تحقیقات سے قبل ہی کسی ایک شخص یا طالبان کے سر پر اس اندھے قتل کا الزام لگایا جائے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ طالبان کو اقتدار واختیار سے دور ایک سیاسی لیڈر سے کیا خطرات لاحق ہوسکتے تھے؟ پاکستان پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے اور طالبان کا پاکستانی سیاست سے کوئی سروکار ودلچسپی نہیں۔ وہ کیونکر مشرف حکومت اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ایک مضبوط سیاسی حریف اور چیلنج کو راستے سے ہٹاتے؟ اسی طرح حکومت برطانوی تحقیقاتی ادارے سکاٹ لینڈیارڈ کے ذریعہ تحقیقات کرارہی ہے۔ جو پیپلز پارٹی سمیت کسی کو بھی قابل قبول نہیں۔ لیکن پھر بھی حکومت اس بات پر بضد ہے کہ تحقیقات انہی کی حرف آخر سمجھی جائیں گی۔ تو یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مغرب جو پہلے ہی اسلام اور مذہبی جماعتوں سے دوبدو جنگ میں مصروف ہے اس قتل کا الزام طالبان وغیرہ پر کیوں نہ لگائے گا؟ اس میں تو سراسر فائدہ مغربی قوتوں کو حاصل ہوگا۔ دراصل اس قتل سے پاکستان کی سالمیت اور اس کی وحدت کو کمزور کیا گیا

ہے۔ تاکہ پاکستان کے عوام بھی اٹھ کر مذہبی جماعتوں اور طالبان وغیرہ کے خلاف صف بستہ ہوسکیں لیکن الحمدللہ یہ سازش تادم تحریر ناکام ہوگئی ہے۔ ہم اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سے تعزیت کرتے ہیں اوران سے مزید ہوش مندی وبالغ نظری اور سیاسی شعور کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل میں بھی اس سازش کا شکار نہ ہوں گے۔ اس موقع پر ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان ہزاروں بے گناہ شہریوں کے نقصان کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے' جن کا کروڑوں' اربوں روپوں کا نقصان ان فسادات کے دوران ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امن وامان قائم کرنے میں حکومت سندھ اوراس کے تمام سیکورٹی فراہم کرنے والے ادارے اس موقع پر ناکام ثابت ہوئے اور تمام متعلقہ ادارے ان جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔ ان کے خلاف بھی موثر کاروائی کرنی چاہیے اور بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو سامنے لانا چاہیے' تب ہی اس حکومت کی غیر جانبداری ثابت ہوگی ورنہ زبان خلق یہی کہے گی۔

ع جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

جمعیۃ علماء اسلام کا الیکشن سے بائیکاٹ کی وجوہات

جمعیت علماء اسلام (س) نے موجودہ الیکشن میں حصہ لینے کی خاطر ۲۶ قومی اسمبلی اور تقریباً چالیس صوبائی اسمبلیوں پر کاغذات نامزدگی داخل کرائے تھے اس دوران مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کاغذات واپس لینے کے آخری دن تک اسی سوچ بچار میں رہی کہ حصہ لیا جائے یا الیکشن کا بائیکاٹ۔ بالاخر اتفاق رائے سے آخری دن سے ایک دن قبل ۱۴ دسمبر کو بائیکاٹ کا حتمی فیصلہ کیا' قائد جمعیت نے اس وقت پریس کانفرنس کو جو بیان دیا وہ یہاں شامل کیا جارہا ہے جبکہ وہ سارے اندیشے بعد میں ایک ایک کرکے صحیح ثابت ہوتے جارہے ہیں۔ بیان کا متن حسب ذیل ہے:

انتخابات سے بائیکاٹ کا اعلان قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب کی پریس کانفرنس کا متن:

جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ اور پارلیمانی بورڈ کا اہم اجلاس اسلام آباد میں جمعیت کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں چاروں صوبوں سے ذمہ داران کے علاوہ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس دو دن جاری رہا۔ اجلاس میں حالیہ قومی انتخابات کی صورت حال پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اور جمعیت کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے شرکاء اجلاس کو مسلسل تبدیل ہوتی ہوئی صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ جمعیت علماء اسلام نے انتخابی میدان میں اترنے والی جماعتوں کے سیاسی نظریات' پرویز مشرف حکومت کی حکمت عملی اور ملکی سیاست میں بیرونی قوتوں بطور خاص امریکہ کی بڑھتی ہوئی مداخلت کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ اجلاس کے شرکاء نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ ایک جانبدار الیکشن کمیشن' ملک میں نافذ ایمرجنسی اور ۳ نومبر کو عدلیہ کی برطرفی اور اس پر پابندی ضلعی

حکومتوں کی مداخلت' سرکاری وسائل کے استعمال جیسے امور میں غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی صورتحال میں جمعیت جیسی اسلامی نظریے کی حامل سیاسی جماعت کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ جمعیت کے ذمہ داران نے جمعیت کے دستور' نصب العین اور تاریخ کی روشنی میں درج ذیل نکات پر اتفاق کیا۔ انتخابات کے نتائج پر نہ صرف یہ کہ حکومت کے اثر انداز ہونے کے امکانات ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت نے رائے عامہ کی پرواہ کئے بغیر پہلے سے طے شدہ نتائج حاصل کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ انتخابات میں حصہ لینے والی جماعتیں بشمول پیپلز پارٹی۔ نواز لیگ۔ ق لیگ۔ ایم کیو ایم۔ اے این پی اور متحدہ مجلس عمل پرویز مشرف کے سیکولر ایجنڈے کی تکمیل کے لئے رضامند ہیں اور غیر مرئی قوتوں نے انہیں ترغیب و ترہیب کے ذریعہ اس پر رضامند کیا ہے۔ ایم ایم اے کا ٹوٹ جانا اور انتخابات کے بائیکاٹ پر زور دینے والے نواز شریف کا اچانک کسی فون کال پر انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ اس کا واضح ثبوت ہے۔ امریکی وزیر خارجہ مس کنڈولیزا رائس کا ۱۲ دسمبر کے اخبارات میں شائع شدہ بیان کہ ہم اعتدال پسندوں کو انتہاء پسندوں کے مقابلہ میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ امریکی ایجنڈے پر انتخابات کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اور ایمرجنسی اٹھانے کے لئے آئین میں جن ترمیمات کی بات ہو رہی ہے اور جنہیں آنے والی پارلیمنٹ سے اٹھارویں ترمیم کے ذریعہ منظور کرائے جانے کا بندوبست ہو رہا ہے۔ اسی طرح غیر ملکی سفیروں کا اچانک متحرک ہوکر پاکستان کے اندرونی معاملات اور سیاسی و عدالتی امور میں کھلی مداخلت کرنا ایسے اندیشوں کو جنم دے رہا ہے کہ جنہیں کسی صورت نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ الیکشن میں حصہ لینے والی نام نہاد "اعتدال پسند پارٹیوں" پیپلز پارٹی' ایم کیو ایم' اے این پی' مسلم لیگ (ق)' مسلم لیگ نواز شریف کے منشور آچکے ہیں۔ جس میں ملک کے اہم ترین بنیادی مسائل کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ مثلاً کشمیر کی آزادی کیلئے کسی قسم کی جدوجہد کا ذکر نہیں۔ پاکستان کے ایٹمی دفاعی قوت کا ہر قیمت پر تحفظ اور ایٹمی پروگرام کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کی تلافی کا نام و نشان تک نہیں۔ دہشت گردی کے نام پر پاکستان پر مسلط کی جانے والی مغربی قوتوں اور امریکہ کی جنگ سے پیدا شدہ تباہ صورتحال بالخصوص قبائل اور وزیرستان سوات اور بلوچستان اور ملک بھر میں خودکش حملوں کو ان بڑے منشوروں نے نظر انداز کر دیا ہے اس کے برعکس امریکی تسلط کے بارہ میں لچکدار مصالحانہ اشارے دیئے گئے ہیں جبکہ ان جماعتوں کو ملک کے تمام مسائل کی اصل جڑ یعنی مغربی دباؤ کی وجہ سے خارجہ پالیسیوں اور ملک کی آزادی اور خودمختاری بحال کرنے کے بارہ میں مجرمانہ خاموشی اختیار کرنے کے بجائے دوٹوک اور واضح مؤقف اور لائحہ عمل کا اعلان کرنا چاہیے تھا۔ ایمرجنسی لگانے کیلئے پرویز مشرف کا عدلیہ۔ میڈیا اور راسخ العقیدہ مذہبی تنظیموں کو بنیاد قرار دے کر ہر جگہ نوجوانوں کو بری طرح کچلنے کیلئے ملکی فورسز کا استعمال اپنی جگہ خود ایسے معاملات ہیں کہ جمعیت جیسی نظریاتی جماعت ان سے آنکھیں بند نہیں رکھ سکتی۔ جمعیت سمجھتی ہے کہ اس کے نظریاتی امیدواروں کی فتح کو

بھی انتخابات میں شکست میں تبدیل کرنے اور اس طرح دینی تشخص رکھنے والے سیاسی کارکنوں کو مصائب و آلام اور ریاستی جبر و تشدد کا شکار بنانے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا جس سے پاکستان کو ترکی کی طرز پر ایک سیکولر ریاست اور یہود و نصاریٰ کی سیاسی لونڈی بنا دیا جائے گا۔ جمعیت یہ بھی محسوس کر رہی ہے کہ انتخابات محض آئین میں تبدیلی کیلئے کرائے جا رہے ہیں ان کے نتیجہ میں ایک معلق اور معطل پارلیمنٹ وجود میں آئے گی۔ اور مذموم مقاصد کی تکمیل کے بعد اسے توڑ کر نئے انتخابات کا ڈرامہ رچایا جائے گا۔ ایسے میں دانشمندانہ فیصلے کی ضرورت ہے کہ اپنے کارکنوں کی توانائی ان انتخابات میں جھونک کر کیا ہم جمعیت اور ملک کے دینی تشخص کیلئے سود مند ہوں گے یا نہیں۔ جمعیت محسوس کر رہی ہے کہ ملک میں دین کی بالادستی چاہنے والوں بشمول جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق) گروپ کیلئے ماحول ناسازگار بنانے میں متحدہ مجلس عمل کا جرم بھی کسی سے کم نہیں۔ پانچ سال تک اقتدار میں رہنے والی متحدہ مجلس عمل کی دو بڑی جماعتوں نے ہماری جماعت جمعیت علماء اسلام (س) اور اس جیسی بعض دیگر دینی جماعتوں علماء اور مشائخ کے طبقات کیلئے الیکشن کا میدان مزید خاردار بنا دیا ہے۔ جس نے اسلام جمہوریت اور عوامی احساسات کے خواہشات کے بارہ میں اپنے ووٹروں کے جذبات کا خون کیا اور امت کو درپیش مغربی صیہونی چیلنجوں کو نظر انداز کر دیا اور اپنی افسوسناک کارکردگی کی وجہ سے علماء اور دین پسند لوگوں کو کسی بھی انتخابی حلقوں میں نفرت اور بیزاری کا ماحول بنا دیا ہے۔ کہ وہ اب علماء اور اسلامی قوتوں کے منہ سے اسلام صیہونیت اور امریکی دشمنی کا ذکر بھی سننا نہیں چاہتے۔ ہماری جماعت جسے ان دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کا اعزاز حاصل ہے اور میں دو سال سے مسلسل مجلس عمل کو انہی خطرات اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا رہا مگر ان مخلصانہ اور خیر خواہانہ مشوروں پر توجہ دینے کی بجائے مجلس نے دو سال قبل مجھے اور میری جماعت جمعیت علماء اسلام کو خارج کر دیا۔ مگر لوگ عام طور پر اس فرق کو سمجھ نہیں پا رہے۔ جبکہ ہم اس گناہ میں شریک نہیں ہیں۔ ان تمام امور کی بناء پر خدشوں اندیشوں' زمینی حقائق' مومنانہ تجزیے اور سیاسی جائزے کے بعد اجلاس نے متفقہ طور پر الیکشن کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور قومی و صوبائی اسمبلی کے نامزد امیدواروں کے کاغذات پورے ملک سے ۱۵ دسمبر کو واپس لینے کی ہدایت کی ہے۔

قائد جمعیت کا یہ حسب ذیل بیان الیکشن بائیکاٹ کے اعلان سے پہلے کا ہے جو روزنامہ ''مشرق' پشاور نے مورخہ ۱۶ دسمبر ۲۰۰۷ء کو رنگین ایڈیشن میں شائع کیا ہے' نذر قارئین ہے۔

جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق ایم ایم اے کے بانی رہنماؤں میں سے تھے مگر بعد ازاں اختلافات کی بدولت ان کی راہیں ایم ایم اے سے الگ ہوگئیں، آج وہ تنہا سیاسی میدان میں موجود ہیں الیکشن ۲۰۰۸ء کے حوالے سے ان کا موقف ہے۔ ''انتخابات سے قبل ہی جو صورتحال سامنے آ رہی ہے اس سے مستقبل کی تصویر واضح ہو کر سامنے آتی جا رہی ہے۔ اس میں واضح طور پر امریکی لابی سرگرم ہو چکی ہے۔ ان انتخابات میں

امریکہ اپنے گھوڑے دوڑائے گا جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس کہہ چکی ہیں کہ امریکہ کی کوشش یہ ہے کہ انتہا پسندوں کے مقابلہ میں اعتدال پسندوں کو متحد کیا جائے۔لہذا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو سیاسی قوتیں امریکی ایجنڈے پر کام کرنے کی حامی بھریں گی وہی انتخابات میں کامیاب ہوسکیں گی اس وقت انتخابی میدان میں جتنی بھی سیاسی جماعتیں موجود ہیں وہ خود کو اعتدال پسند ہی کہتی ہیں ان میں پی پی پی، ق لیگ، ایم کیو ایم، اے این پی، جے یو آئی (ف) بھی شامل ہے یہ ساری جماعتیں کھل کر جنرل مشرف کا ساتھ دیں گی گویا الیکشن کے بعد جو صورت حال سامنے آئی گی اس سے ملک کے نظریاتی تشخص کو نا قابل تلافی نقصان پہنچے گا اور خدانخواستہ اگر صورتحال بہتر نہ ہوئی تو پورا ملک وزیرستان اور سوات بن سکتا ہے۔آنے والے انتخابات انجینئرڈ ہوں گے اور ایسے انتخابات سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مزید بڑھتے ہیں لہذا یہ پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ انتخابات سے ملک میں کسی قسم کا استحکام نہیں آئے گا۔امریکی لابی کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم نے بڑی محنت سے دینی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا تھا مگر آج دینی قوتوں کے اس اتحاد جس کو ایم ایم اے کہا جاتا تھا کا شیرازہ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن نے بکھیر دیا، یہ اتحاد ہم نے تشکیل دیا تھا مگر بعد میں ان دونوں رہنماؤں نے اس کو ہائی جیک کر لیا مگر افسوس کہ اس کو سنبھال نہ سکے۔اب امریکی نظریاتی یلغار کا مقابلہ کرنے کیلئے کوئی پلیٹ فارم نظر نہیں آرہا جس کے ذریعے آنے والے چیلنجز سے نمٹا جاسکے۔لہذا اس بات کے خدشات بہت زیادہ ہیں کہ آنے والے دنوں میں ملک میں شدید قسم کا سیاسی عدم استحکام آئے گا جہاں تک اے پی ڈی ایم کا تعلق ہے تو اس میں سوائے جماعت اسلامی کے اب کوئی قابل ذکر سیاسی قوت باقی نہیں رہی، عمران خان اور محمود خان اچکزئی ملک گیر تحریک چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، لہذا صرف جماعت اسلامی کیسے تمام احتجاجی تحریک چلا پائے گی۔لہذا حقیقی خطرہ اے پی ڈی ایم سے نہیں بلکہ ان جماعتوں سے ہے جو انتخابات میں اپنی مرضی اور توقعات کے مطابق کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔اس وقت ق لیگ ہو یا پی پی پی ن لیگ ہو یا پھر جے یو آئی (ف) سب کے سب وزارت عظمیٰ کی توقع پر انتخابات میں حصہ لے رہی ہیں۔اگر ان میں سے کسی کو بھی حکومت نہ ملی تو وہ دھاندلی کا شور مچا کر احتجاجی تحریک چلا سکتی ہیں۔ان حالات میں آنے والی اسمبلیاں ایک سال تک بھی چلتی نظر نہیں آتیں۔کیونکہ الیکشن میں حصہ لینے والے سارے امریکی مہرے ہیں جو ایک دوسرے کو کسی بھی قیمت پر برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔بے نظیر بھٹو ابھی سے کہہ رہی ہیں اگر دھاندلی ہوئی تو وہ ۹ رجنوری سے تحریک شروع کر دیں گی یہ دباؤ ڈالنے کی ایک کوشش ہے کہ اگر ان کو اقتدار نہ ملا تو وہ انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہیں کریں گی۔اس سے اس طرح کا سیاسی عدم استحکام آئے گا جس طرح ۱۹۷۷ء میں سامنے آیا تھا۔دہشتگردی کیخلاف جنگ کے نام پر امریکہ طویل عرصے سے یہاں اپنے کھیل میں مصروف ہے اور یہ انتخابات بھی اسکا ایک حصہ نظر آتے ہیں لہذا انکے نتیجہ میں سیاسی استحکام پیدا ہونے کی امید رکھنا عبث ہی ہے۔

ڈاکٹر عودہ خلیل الرحمٰن ابوعودہ

آیات قرآنی کے اعجاز کے چند نمونے

ایک لغوی جائزہ

سیجعل لھم الرحمن ودا (سورۃ مریم:۹٦)

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے جس محبوبیت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہے ''ودّ'' ۔محبت و محبوبیت کے جتنے درجات ہو سکتے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ وارفع درجہ ''ودّ'' کا ہے' لغت کی کتابوں نے تو اس کو تمناؤں کے درجہ تک پہنچادیا ہے' اس کا فعل آتا ہے: ود الشی یوددہ (یودہ) ودا وودا وودادا و مودۃ یعنی آدمی کسی سے ایسی محبت کرے کہ اس سے زیادہ کی پھر گنجائش نہ ہو۔

''ودّ'' کا مرحلہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جو انسان کے احساسات تک کو اپنا اسیر بناتا ہے اور اس کے افکار پر بھی غالب اور حاوی ہوجاتا ہے۔''حب'' کے ابتدائی مرحلہ اور ''ودّ'' کے انتہائی مرحلہ کے بیچ محبت کے جذبات اور احساسات کیلئے عربوں نے بہت سے درجات رکھے ہیں' چنانچہ عربی زبان میں ''حب'' (محبت) کا پہلا درجہ ''الھویٰ'' ہے جس میں انسان کے اندر اپنے نفس کی طرف کچھ رجحان اور اپنی ذات کی طرف کچھ میلان پایا جاتا ہے' حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحی (النجم:۳۔۴) اور نہ وہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں' یہ (قرآن) تو حکمِ خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔''

اسکے بعد محبت کا جو مرحلہ آتا ہے اس کیلئے عربی میں لفظ ''العلاقۃ'' آتا ہے' یہ وہ محبت ہوتی ہے جسکا تعلق دل سے ہوتا ہے' اس پر اعشیٰ کا شعر ہے۔علقتها عرضاً' وعلقت رجلاً غیری وعلق اخری غیرھا الرجل

ترجمہ: میرا دل اس کی محبت میں اٹکا ہوا ہے اور وہ میرے علاوہ کسی اور کی محبت میں پھنسی ہوئی ہے۔لیکن وہ شخص پھر میری محبوبہ کے علاوہ کسی اور کی محبت میں گرفتار ہے''

پھر جب محبت کی آنچ اور تیز ہوتی ہے تو اسے ''الکلف'' کہا جاتا ہے' پھر جب جذبہ محبت کو اور مہمیز کیا جاتا ہے اور وہ تمام حدوں کو پار کرجاتا ہے تو اسے ''العشق'' کا نام دیا جاتا ہے' پھر جب کاروان محبت راہ محبت کی کچھ اور منزلیں طے کرتا ہے تو وہ مقام آتا ہے جیسے ''الشغف'' کہتے ہیں جس میں محبت کرنے والے کے دل کو ایسی سوزش عشق کا سامنا ہوتا ہے' جس میں اسے لذت اور تسکین بھی ملتی ہے' اس مرحلہ کو ''شغف'' کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس میں محبت ''شغاف قلب'' تک پہنچتی ہے ''شغاف'' اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں دل لپٹا ہوا ہے' حسن یوسف پر فریفتہ ہونے

والی "امرأت العزیز" کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔ قال نسوۃ فی المدینۃ امرات العزیز تراود فتٰھا عن نفسہ قد شغفھا حبا (یوسف/۳۰) اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر گئی ہے"

پھر جب محبت اور انگڑائی لیتی ہے تو اسے "الجویٰ" کا نام دیا جاتا ہے' یہ وہ اندرونی محبت ہوتی ہے جس کی موجیں پرسکون رہتی ہیں' متنبی کا شعر ہے: مالنا ' کلنا جویا رسول انا أھویٰ وقلبک المتبول

"اے نامہ بر! ہم دونوں ہی کے دل سوزِ عشق کا شکار ہیں' مجھے بھی تم سے محبت ہے اور تمہارا دل بھی بیمارِ عشق ہے"

پھر جب محبت کا سمندر طوفان سے آشنا ہوتا ہے اور اس کی موجیں تلاطم خیز ہوتی ہیں تو اسے "الیتم" کہا جاتا ہے' اسی بنا پر عربوں نے اپنی بعض اولاد کا نام "تیم اللہ" رکھا تھا' اور محبت کے اس مرحلہ تک پہنچے ہوئے انسان کو "رجل متیم" کہتے ہیں' پھر جب محبت کا حدی خواں اپنی لے اور بڑھاتا ہے تو اس سے جو نغمہ وجود میں آتا ہے وہ ہے "التبل" "تیم" کے بعد کے مرحلے کو عربی میں "تبل" کہا جاتا ہے' یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب عشق ومحبت انسان کو بیمار کردے' کعب بن زہیر کا شعر اسی کی ترجمانی کرتا ہے: بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرھا لم یفد مکبول

ترجمہ: "سعادؔ جدا ہوگئی' میرا دل آج مریض محبت ہے اور اسکے پیچھے ایسا گرفتار ہے جسکے پیروں میں بیڑی ڈال دی گئی ہے اور اس کو رہا کرانے کی خاطر فدیہ بھی نہیں دیا گیا۔

پھر فارس شوق ایڑ لگا کر محبت کو جس مرحلہ تک پہنچاتا ہے وہ ہے "التدلیہ" یا "الدلۃ" یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب محبت کی وجہ سے انسان کی عقل زائل ہوجائے' حارث بن حلوہ نے کہا ہے:

لاأریٰ من عھدت فیھا فأبکی ۔ الیوم دلھا وما یرد البکاء

ترجمہ: جن سے میں نے پیمان وفا کئے تھے آج وہ صورتیں مجھے نظر نہیں آرہی ہیں' تو میرے آنسو ہیں کہ وارفتگی کی بنیاد پر تھمنے کا نام نہیں لے رہے ہیں لیکن رونے سے کیا حاصل!! ...... پھر محبت کا وہ درجہ آتا ہے جسمیں محبت کے غلبے کی بنیاد پر انسان کے ہوش وحواس ہی رخصت ہوجاتے ہیں' اسے "ھیام" کہتے ہیں۔ چنانچہ احوص کہتا ہے:

أھیم بدعد ماحییت فان امت فواحزنا من ذایھیم بھا بعدی

ترجمہ: "جب تک میری سانسیں ہیں میں دعد کا دیوانہ رہوں گا اور اگر میں مرجاؤں تو پھر افسوس! کون ہے میرے بعد اس پر مرنے والا؟" ...... پھر کشتی محبت آخر میں جس ساحل سے آشنا ہوتی ہے اور وہی اسکی آخری منزل ہے وہ ہے "ودّ" یہ محبت کے درجات میں سب سے اعلیٰ وارفع درجہ ہے' یہ وہ پاکیزہ محبت ہوتی ہے جو انسانوں کا دوسروں سے راستہ استوار کرتی ہے' یہ انتہائی اعلیٰ مقام ہے جس کی طرف وہی بڑھ سکتا ہے اور وہی پرواز کرسکتا ہے جسکے احساسات اور عقل میں بلند پروازی ہو' جس کی عبادت پاکیزہ ہو' جو راہ راست کے مطابق اپنے رب کی بندگی اور اطاعت کرے اور علم وبصیرت کی روشنی میں اپنے رب کے احکام کی بجاآوری کرے' جسے پوری طرح اپنے رب کی معرفت حاصل ہو' حق

تعالیٰ کی معرفت کے حصول کی راہ میں اس کی احساسات وجذبات کی پرواز بھی اونچی ہو اور بندگی کا مزا بھی اس نے چکھا ہو اور جس نے یہ مزہ چکھ لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا' اسی کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں یہی تمنا موجزن ہو اور اس کے سر میں یہی سودا سمایا ہو کہ اس بلند اور عظیم درجہ اور اعلیٰ وارفع مقام پر وہ ہمیشہ فائز رہے' اسی وجہ سے اہل ایمان میں سے اپنے خاص اور محبوب بندوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ انہیں "وڈ" کا یہ مقام حاصل ہوگا۔

ارشاد ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن وداً (مریم:۹۶)

"بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کردے گا"

اور خود اپنے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اسکی ذات "ودود" ہے (خود بھی "وڈ" سے بھرپور اور دوسروں کو بھی "وڈ" عطا کرنے والی) ارشاد ہے: واستغفروا ربکم ثم توبوا الیه ان ربی رحیم ودود (ھود۔۹۰) اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسکے آگے توبہ کرو بے شک میرا پروردگار بڑا ارحم والا اور بے پناہ محبت والا ہے" اور اسی طرح فرمایا: وانه هو یبدئ ویعید وهو الغفور الودود۔ (البروج/۱۴۔۱۵) "وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (زندہ) کریگا اور وہی بڑا بخشنے والا اور بڑی محبت کرنے والا ہے"

اور اسلیئے "مودت" وہ عظیم دولت ہے جس سے اللہ عزوجل خوش قسمت مومن جوڑے کو نوازنا چاہتا ہے' اگر میاں بیوی شریعت کے رہنما خطوط کو سامنے رکھ کر زندگی کی راہوں میں چلیں تو یہ وعدہ ہے رب ذوالجلال کا کہ وہ دونوں میں الفت کے بیج بوئے گا اور مہر ومودت کی بنیادیں مستحکم فرمائے گا اور اس نے خود بتایا ہے کہ یہ "مودت" اسکی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے' حق تعالیٰ کا اپنی قدرت کی نشانیوں اور اپنی ربوبیت کے جلووں کے تحت اسکو شمار کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ الٰہی نعمت کیسی عظمت کی حامل ہے اور اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ 'مودت' ورحمت کوئی آسان اور ہاتھ لگتی چیز نہیں ہے کہ سہولت کیساتھ اس تک رسائی ہو جائے بلکہ اسکے حصول کیلیئے توفیق خداوندی اور مشیت ایزدی کی ضرورت ہے' یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کے حصول میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے اور یہ اسی کے ہاتھ آتی ہیں جو انکا متلاشی ہو' ان کی جستجو میں سرگرم ہو' اوران تک رسائی کیلیئے نیکیوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے اور اعمال صالحہ کی راہ میں تگ ودو کرے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ومن آیاته أن خلق لکم من أنفسکم أزواجاً لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون (الروم/۲۱) "اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو' اور اس نے تمہارے بیچ پیار ومحبت اور مہربانی رکھی' اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلیئے جو فکر سے کام لیتے ہیں" اور "مودت" ہی وہ مقام ہے کہ نبی ﷺ اور انکی آل کے حق میں اسکا خیال اور لحاظ رکھنے کا قرآن میں واسطہ دیا گیا ہے' چنانچہ ارشاد ہے: قل لاأسئلکم علیه أجراً الا المودة فی القربیٰ (الشوریٰ/۲۳) "یہ کہہ دو کہ میں اسکا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت کا تو خیال رکھنا چاہیے۔ (ترجمہ: محمد سمعان خلیفہ ندوی)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام کی عائلی تعلیمات اور رفیقہ حیات کا انتخاب

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (سورۃ فرقان)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا مقتدیٰ بنا دے۔''

وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال الا کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وھو مسؤل عن رعیتہ والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسؤل عن رعیتہ والمرءۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسؤلۃ عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وھو مسؤل عنہ الا فکلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ۔

ترجمہ: خبردار! تم سب اپنی رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا پس حاکم جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے' اپنی رعیت کا محافظ ہے اس سے اپنی رعیت کے احوال کے بارہ میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت یعنی اہل وعیال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہداشت پر مامور ہے تو اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا (پھر حضور نے تاکیداً فرمایا) سنو تم سب کے سب (کسی نہ کسی درجہ میں) نگران ہو تم سب سے اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

تربیت اولاد کی ذمہ داری:

محترم حاضرین اولاد کے حقوق کے سلسلہ میں تربیت اولاد کا ذکر گزشتہ جمعہ سے ہو رہا ہے۔ پیدائش کیساتھ

ہی اولاد کا وہ مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اگر یہاں سے بچوں کے سیرت و کردار کے اعتبار سے شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کی رعایت ملحوظ خاطر ہو تو آگے چل کر یہی اولاد عظمت و رفعت کا وہ مقام حاصل کریگی کہ لوگ انکو رشک کی نظروں سے دیکھیں گے اور اگر اسی مقام پر بچوں کے حقوق سے غفلت کا معاملہ بڑھتا جائے تو بڑے ہو کر ان بچوں کو بھی اپنے بڑوں کے حقوق کی پرواہ نہ کرنا لازمی نتیجہ ہے۔ ع تا ثریا مے رود دیوار کج

اپنے ماتحت اور زیردست لوگوں کی تربیت:

ذکر کردہ حدیث کے معنی سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ ہر مسلمان کی عنداللہ صرف یہ ذمہ داری نہیں کہ اپنے آپ کو غیر مناسب' ناجائز اور ناپسندیدہ اعمال و حرکات سے بچائے تا کہ روز قیامت مؤاخذہ نہ ہو بلکہ ہر مسلمان پر ڈبل ذمہ داری ہے کہ اپنے آپکو بد اعمال سے محفوظ رکھنے کیساتھ ساتھ اپنے ماتحت لوگوں کا بھی ذمہ دار ہے کہ ان کو بھی اُخروی و دینوی عذاب و خسارہ سے بچانے والے تدابیر اختیار کرے جیسے ملک' صوبہ' ضلع' تحصیل' گاؤں اور محلہ کے حاکم سے صرف اس کی ذات کے بارے میں پوچھنا نہیں بلکہ اس کے زیر حلقہ تمام لوگوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تمہارے زیر اقتدار لوگوں میں فلاں فلاں برائیاں موجود تھیں تم نے ان کو گناہوں سے بچانے کے لئے کون سے طریقے اختیار کئے اسلامی اخلاق و عادات و تربیت اور سیرت و کردار اپنانے کے لئے بھی ان کو عمل پیرا ہونے کی تلقین کی کبھی اپنے زیردست طبقہ سے رب ذوالجلال اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ صفت رحمت و شفقت کے اظہار کا موقع بھی ملا۔ فقیر و نادار معاشرہ میں طبقاتی اونچ نیچ کے ہاتھوں ایسے پسے ہوئے رعایا کی خبر گیری اور دادرسی کو بھی کبھی اپنا فریضہ تصور کیا۔ بھوک و افلاس اور فقر و فاقہ کے ہاتھوں خودکشی پر مجبور لوگوں کی اذیت ناک زندگی اور کرب و تڑپ میں مبتلا لمحات سے آپ نے اپنے آپ کو صرف باخبر رہنے کی بھی کوشش کی یا اس سے بھی غافل رہے۔ سید القوم خادمھم قوم کا سردار' وڈیرا' ممبر' چودھری' نواب تو اسلام کی نظروں میں ان کا خادم و مصلح ہوتا ہے نہ کہ مخدوم کہ امارت و سیادت کی رعب و دبدبہ اور نشہ میں صرف اپنے آپ کا رہ جائے۔ باقی لوگ اس کی نظر میں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کی حیثیت اختیار کر کے ان کی صلاح و فلاح کا تصور تو دور کی بات ہے ان کو انسان تک سمجھنے کا روادار نہیں ہوتے۔

حضرت عمرؓ کی فکر مخلوق:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ نے جب امارت کا عہدہ سنبھالا۔ انسان تو انسان' حیوانات کے بارہ میں بھی بے چین رہے کہ ممکن ہے دجلہ و فرات کے کنارہ کوئی اونٹ خارش کے مرض میں مبتلا ہو۔ روز قیامت مجھ سے سوال ہو کہ اے عمرؓ تم امیر تھے ایک اونٹ کی تکلیف کے ازالہ کے لئے تم نے کیا بندوبست کیا تھا۔

خاندان کا سربراہ مسؤل ہوگا:

گھر و کنبہ کا نگران اپنے زیر کفالت' اہل و عیال کے خیر و شر کا ذمہ دار ہے۔ اس کے فرائض میں سے ہے کہ اپنے اہل و اولاد کی اس طور تربیت کا بندوبست کرے جو ایک مسلمان خاندان کے شایان شان ہو' ہر فرد حسن سیرت' واخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ بن کر ایک سچا اور راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارے۔ اگر مسلمان گھرانے کے مرد و زن دینی احکامات سے نابلد اور فسق و فجور کے مرتکب ہوں تو گھر کے سربراہ سے بھی روز قیامت پوچھا جائے گا کہ اولاد و خاندان کے سلسلہ میں شریعت کی راہ چلانے کے لئے تم نے اپنی ذمہ داری کس حد تک نبھائی۔ ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تکمیل کو اپنے زندگی کا اہم مشن سمجھا۔ یا ان کو راہ راست پر لانے کیلئے ان کے غیر شرعی اداؤں کو ٹھکرا کر ایک حقیقی مومن و سربراہ بننے کا ثبوت بھی دیا۔ آج کا باپ اپنی اولاد کو صرف اس اندیشے کی وجہ سے انگریزی تعلیم و تہذیب و تمدن کے حوالے کر دیتا ہے کہ بڑے ہو کر بھوک و افلاس کا شکار نہ ہوں حالانکہ اس انداز سے تربیت در حقیقت اولاد کا اگر جسمانی قتل نہیں تو روحانی ہلاکت میں تو شک و شبہ کی گنجائش نہیں پھر ایسی اولاد سے یہ توقع رکھنا کہ اخلاق نبوی ﷺ پر عمل کرنے والے ہوں' والدین کی تابعدار' اسلامی احکامات اور شعائر کی پابندی کریں خام خیالی کا علاوہ کچھ نہیں۔ اسی انداز سے تربیت کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اکثر بچے اپنے دین' والدین' روایات اور اخلاق سے صرف بیگانہ نہیں بلکہ ان پر عمل کرنے کو بھی اپنے لئے باعث شرم سمجھتے ہیں۔ خاندان کے نگران کی یہی وہ اہم اور بنیادی ڈیوٹی ہے جس کی کما حقہ ادائیگی پر خاندانی ڈھانچہ صحیح سمت اختیار کر کے دنیا کے فتنوں سے بھی سرخرو ہو کر زندگی کے مراحل طے کرتی ہے اور نگران کو جس کی حیثیت راعی کی ہے میدان محشر میں بھی رعیت کے بارہ میں پوچھتے وقت شرمندگی کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

اولاد کی تربیت میں والدہ کا حصہ:

اولاد کی اصلاح و فساد میں اہم کردار والدہ کا ہے' علوق سے وضع حمل تک کے مشکل ترین مراحل کا سامنا ماں ہی کو کرنا پڑتا ہے' پیدائش سے لے کر عقل و شعور کے زمانے تک بچے کا اکثر و بیشتر واسطہ' والدہ ہی سے پڑتا ہے۔ باپ بیچارہ تو اپنی اولاد و خاندان کے فکر معاش کے سلسلہ میں صبح سے شام تک گھر سے باہر مصروف رہتا ہے۔ اکثر باپ روزی کی تلاش میں کئی کئی مہینے اور سال گھر سے باہر رہتے ہیں۔ بچوں کی نشو و نما' ابتدائی تعلیم و تربیت کے جملہ امور کا انحصار ماں کے رویہ اور سلوک پر ہوتا ہے۔ ماں اپنی اولاد کو صالح معاشرہ کا ایک دیندار اور اخلاق حسنہ سے مالا مال فرد تب بنا سکے گی کہ وہ خود تعلیمات اسلامیہ سے واقف اور ان پر عمل کرنے والی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شادی کو فطرت انسانی قرار دے کر قرآں و حدیث میں بکثرت اس کے معاشرتی' انفرادی' اجتماعی اور قومی فوائد ذکر کئے۔ شادی کے اہم

ترین مقاصد وفوائد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے روز قیامت تک نسل انسانی کا تسلسل اور بقاء ہو' گویا ماں انسانی نسل کے قائم و دائم رکھنے کی اہم اور لازمی کڑی ہے۔ یہی کڑی اگر خود اعلیٰ اسلامی تہذیب وتمدن کی حامل ہو تو اولاد جن کیلئے ماں کی گود مکتب اول کی حیثیت رکھتی ہے وہ بھی راہ راست پر گامزن ہوگی' اگر ماں ان اعلیٰ وارفع دینی احکامات سے بیگانہ ہو تو اولاد کا زمانہ طفولیت ہی سے بگڑ کر گمراہ ہونا لازمی نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے نکاح کا حکم دینے کیساتھ ہی بہترین' صالح' باکردار اور دینی مسائل اور احکامات سے مزین بیوی کے انتخاب کیلئے خصوصی ترغیبات دیئے۔ کیونکہ اولاد کے بارہ میں خوش کن اور مفید اثرات حاصل کرنے میں ماں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

رفیقہ حیات کا انتخاب:

اس منصب پر فائز ہونے کے لئے کن صفات کی حامل بیوی کا انتخاب کیا جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ تنکح المرأة لاربع لما لها ولحسبها لجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں سے نکاح کرنے کے بارہ میں چار چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا' دوم اس کا حسب نسب والی ہونا' سوم اس کا حسین جمیل ہونا' چہارم اس کا دیندار ہونا۔ پس دیندار عورت کا حاصل ہونا اپنا مطلوب بناؤ' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

رحمۃ دوعالم ﷺ نے انسانی فطرت اور اس کے خواہشات کے مطابق چار صفات کا ذکر فرمایا جو بالکل صحیح اور انسانی حالات وآرزوں کے عین مطابق ہیں۔ بیوی کے انتخاب کے وقت بعض دنیا کے آرزومندوں کی ڈیمانڈ یہ ہوتی ہے کہ کسی ایسی عورت سے شادی کروں جس کی مال ودولت کے بھرے خزانے سے تعلق ہو' جو اپنے ساتھ خاوند کے گھر لاکھوں روپے جہیز لانے کی صلاحیت رکھے۔ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی نے فلاں نواب وامیر کی بیٹی سے بیاہ کرلی ہے۔ اس خواہش کا مقصد صرف لوگوں کے درمیان اپنے آپ کو برتر سمجھنا اور فخر ومباہاۃ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ کسی کا ارمان یہ ہوتا ہے کہ ایسی لڑکی سے شادی ہو جس کا قبیلہ وخاندان عزت وشرافت اور وجاہت وبلندی کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہو۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ کہ اپنی اولاد کو نسبی شرافت' عظمت وامتیاز حاصل ہو' زیادہ تر شادی کے خواہشمندوں کی تمنا اور شرط یہ ہوتی ہے کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو حسن وجمال میں یکتا ہو۔

محترم حضرات! آپ کو خود بھی اندازہ ہوگا کہ اس ظاہری حسن وجمال اور ٹیپ ٹاپ کے معاشرہ میں اکثر جوانوں کے دل اس خوبی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ خواہ اپنی شکل وصورت کیسی بھی ہو لیکن بیوی کے انتخاب کے موقع پر حسین ترین کے تلاش میں رہتا ہے' اور بعض اللہ کے نیک بندے بیوی کے حاصل کرنے کے موقع خواہش اور دلی آرزو

یہ ہوتی ہے کہ جس عورت سے عقد ہو وہ دیندار دینی احکامات سے واقف ہو آج کے فتنوں سے بھر پور معاشرہ میں اگر ان چار صفات کے طلبگاروں کی تعداد معلوم کرنا چاہیں تو بدقسمتی سے میاں بیوی کے انتخاب کے وقت جن قواعد وضوابط کو اسلام نے متعین کیا ہے ان میں بیوی کا دیندار، اخلاق و تقویٰ میں بہترین ہونا سرفہرست ہے کی تعداد پانچ فیصد سے بھی کم ہوگی۔ ذکر کردہ حدیث میں تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں سے مراد حضورﷺ کا اپنے امتی کو بددعا دینا نہیں بلکہ آپﷺ کا مقصد دیندار عورت کو اپنا مقصود مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔ عرب اصطلاح میں اس قسم کا جملہ کسی چیز پر برانگیختہ اور ابھارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نیک اور صالح رفیقہ حیات:

ایک اور مقام پر سید الانبیاء فرماتے ہیں: عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحه (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو آنحضرتﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا پوری دنیا ایک متاع (عیش و عشرت) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک و متقی عورت ہے۔

یہ دنیا و مافیہا تمام اشیاء انسان کیلئے پیدا کیے گئے کہ انسان اس سے فائدہ لے سکے۔ عربی میں متاع سے مراد ہر وہ چیز جس سے تھوڑا فائدہ لے کر وہ شئی فانی اور ختم ہو جائے۔ ارشاد باری ہے:

قل متاع الدنيا قليل۔ (سورۃ نساء۔۷۷)

ترجمہ: "کہہ دو اے نبیﷺ دنیاوی فائدہ حقیر ہے۔"

دینوی اشیاء جن سے انسان فائدہ اور نفع حاصل کرتا ہے ان میں بیوی بھی شامل ہے حضورﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جن چیزوں سے انسان دنیا میں نفع اٹھاتا ہے ان میں بہترین چیز نیک بخت عورت ہے۔ کاش مسلمان کامیاب ترین شادی، اتفاق و اتحاد اور الفت و محبت کے حصول کے لئے بیوی کے انتخاب کے موقع پر اسلام اور حضورﷺ کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرے تو اسکے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی وہ اعلیٰ درجہ کی مومن، اخلاق حسنہ کی حامل، شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والی اولاد دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں صدقہ جاریہ ثابت ہوتی۔ اسلامی تاریخ میں کئی نیک سیرت ماؤں کا ذکر اولاد کی دینی تربیت و احتیاط و پرورش کے لئے اعلیٰ نمونے کی حیثیت سے ان کا طرہ امتیاز ہے۔ وہ رحم میں نطفہ کے علوق کے ساتھ ہی اپنے کھانے پینے میں حلال و حرام کے سلسلے میں محتاط ہو جاتیں، کہ پیٹ میں بچے کی نشوونما میں ماں کے کھانے اور پینے والے اشیاء کا جو ظاہری اسباب میں بڑا عمل دخل ہے حرام کھانے یا پینے والے لقمہ یا قطرہ سے پلنے والا بچہ یا بچی کے اجزائے ترکیبی میں کوئی حرام یا مشتبہ جزو شامل نہ ہو۔ اور پھر اس کے بہترین نتائج جو

پیدائش کے بعد نمودار ہوئے ان میں سے بعض کا ذکر اس سے پہلے خطبات میں آپ کئی دفعہ سن بھی چکے ہیں۔

جب والدہ مشتبہ لقمہ سے اجتناب کرے:

جیسے کابل افغانستان کے والی امیر دوست محمد خان نے اپنے چہیتے برخوردار کی سربراہی میں لشکر دشمن کے مقابلہ کے بھیجا۔ اس کی شکست کی اطلاع پر والدہ کا انکار کہ میرا بیٹا شکست خوردہ نہیں ہوسکتا۔ دوبارہ اطلاع پر معلوم ہوا کہ واقعی ولی عہد شکست خوردہ نہیں بلکہ فاتح بن کر واپس آ رہا ہے۔ والدہ سے جب اپنے انکار کرنے کی وجہ پوچھی گئی 'وجہ بتانے سے کترا رہی ہے۔ مگر جب بادشاہ بار بار وجہ پوچھنے پر مصر رہا تو گویا ہوئی کہ یہ شہزادہ جب میرے پیٹ میں تخلیق کے مراحل میں آیا۔ میں نے اس وقت سے حرام تو حرام بلکہ مشتبہ لقمہ بھی پیٹ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ میرا ایمان ویقین تھا کہ حلال رزق کے استعمال سے اعلیٰ اخلاق مثلاً شجاعت' جوانمردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ جبکہ حرام غذا سے اخلاق رزیلہ جیسے بزدلی' کمینہ پن وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ میرا عقیدہ تھا کہ جس انداز سے میں نے اپنے بچے کی پیٹ میں پرورش کا اہتمام کیا ہے اس کے اثر اور نتیجہ میں وہ موت کو سینے سے لگا سکتا ہے مگر دشمن کو پشت دکھا کر فرار کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اور واقعی ایسا ہوا۔ اگر آج مائیں ایسے کامل الایمان مسلمات کی عمل اور سیرت کو مشعل راہ بنائیں تو کسی ماں یا باپ کو اپنی اولاد سے گلہ اور شکایت کرنے کا موقع کبھی نہ ملے گا کہ میری اولاد بے غیرت' بزدل' بے حیاء' بے دین' نام نہاد مہذب دنیا کا روشن خیال ماڈرن' والدین کا نافرمان ہے۔

یہ تب ہوگا جب خاوند اور بیوی دونوں اسلام کے صحیح وحقیقی فرمودات پر عمل کرنے والے ہوں' اگر ان دونوں میں سے ایک کا عمل وکردار بھی اسلام کے بتلائے ہوئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اس سے اعلیٰ کردار کے اولاد کا حاصل ہونا ایسا ہے کہ ایک آدمی کانٹے بو کر انتظار میں ہو کہ اس کھیت سے بہترین پودے اور میوے پیدا ہوں۔

جب ماں جھولا جھولائیں: کئی مائیں جب بچے کو سینے سے لگا کر دودھ پلاتی ہیں یا بچے کو سلانے کی کوشش کرتی ہیں تو اس کے ساتھ جھوم جھوم کر فحش اشعار وقصیدے اور لایعنی قصے شروع کر دیتی ہیں۔ اور بعض دیندار عورتیں ان دونوں موقعوں پر ذکر اللہ شروع کراتی ہیں۔ عمر کے اس حصہ میں اگرچہ بچہ کو نہ علم ہے نہ شعور' لیکن یہ ایسا وقت ہے کہ اس بچے کا دل ایک سفید تختی کی طرح ہے جس پر کوئی لکھائی نہیں۔ اس ابتدائی دور میں اس پر جو کچھ مائیں لکھنا چاہیں لکھا جا سکتا ہے۔ اور یہی کچھ ثبت بھی ہوگا۔ جب عقل وشعور کا وقت اس بچے پر آئے گا وہی کچھ کہے گا جو کچھ ابتداء میں اِس کے دل پر وارد ہوئے ہیں۔ اگر پرورش کرنی والی نے اس مرحلہ میں گانے گائے ہیں تو بچہ بھی گویائی کی ابتداء میں ان بے ہودہ کلمات سے کرے گا اگر دودھ دیتے وقت قرآن وتلاوت اسمائے صفات کا ورد کیا گیا ہو تو بچے کی زبان پر ابتداء اللہ کے کلام اور ذکر سے ہوگی۔

تربیت اولاد کیلئے کیسی خاتون سے نکاح ہو؟:

کئی دیگر حکمتوں کے علاوہ اولاد کو ادب' اسلامی تہذیب وتمدن اور دینی احکامات سکھانے کی خاطر آنحضرت ﷺ نے آزاد بیویوں سے نکاح کرنے کی تلقین فرمائی۔ارشادنبوی ﷺ ہے: عن انس قال قال رسول الله ﷺ من اراد ان یلقی الله طاهراً مطهرا فلیتزوج الحرائر (ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت انس روایت کررہے ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی آرزو ہو کہ وہ (زنا کی پلیدی) سے پاک صاف اللہ سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ آزادعورتوں سے نکاح کرے۔''

غالبًا اس میں یہی علت پنہاں ہے کہ باندیاں اپنے آقا کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ان کو دینی تعلیمات سیکھنا یا سکھانا تو دور کی بات' پردے اور ستر کی بھی ان کی وہ حدود وقیود نہیں جو شریعت نے ایک مسلمان آزادعورت کے لئے مقرر کی ہیں۔نہ ان میں پاکی اور پاکیزگی کے وہ صفات ہوتے ہیں جو کہ آزادعورتوں کے لئے ضروری ہیں۔جب خود ان بیچاریوں کی یہ حالت ہے تو ان سے یہ توقع رکھنا کہ ایک آزاد مسلمان مرد کی وہ اولاد جو اس باندی سے پیدا ہو اسلامی تعلیمات وآداب اوراعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہو عبث ہے۔چونکہ اولاد کی تربیت کی پہلی سیڑھی ماں کی گود ہے جس کے پیش نظر سردار دو عالم ﷺ نے اسلام کے نام لیواؤں کو حکم فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جو اچھے حسب ونسب کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اسلامی اخلاق وکردار کی حامل ہو کیونکہ اولاد کی فساد واصلاح کا دارومدار اسی پر ہے۔اور بغیر کسی اشد ضرورت کے باندی یا کسی ایسی عورت کا انتخاب جو شرافت وپاک دامنی سے خالی گھر میں پرورش حاصل کر چکی ہو سے احتراز کرنا بہتر ہے۔حسن' دولت' عزت' حیثیت یہ آنی جانی چیزیں ہیں اگر ان کا آنا جلدی اور فوری ہے تو ان کے ختم ہونے میں بھی وقت نہیں لگتا۔اگر شادی کرنے کا معیار یہ ہو تو ان کے ختم ہونے سے شادی کی غرض وغایت بھی مفقود ہو جائے گی۔دین ہی ایسی مضبوط زنجیر ہے کہ اس کی برکت سے یہ عظیم اسلامی رشتہ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ثمرات پر بھی زندگی بھر ایک کامل مسلمان مرد وزن کے دل وضمیر مطمئن رہتے ہیں۔

محترم حاضرین! آپ کو اس تفصیل سے بیوی کے انتخاب میں احتیاط ورعایت کرنے کی وجہ مختصرا یہی ہے کہ اسلامی معاشرہ کے کارآمد پرزہ اور اولاد کا والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے ضروری ہے کہ ماں دیندار ہو۔ماں کے کردار'اخلاق وعادات کا شیر خوار بچے پر فوراً اثر پڑتا ہے۔وہ اپنی اولاد کی نگران اور مسئولہ ہے ان کے بگڑنے وسنورنے پر روز قیامت ان سے باقاعدہ باز پرس ہوگی۔ان شاء اللہ اولاد کے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں جو مزید ذمہ داریاں سرپرستوں پر عائد ہوتی ہیں اگلے موقع پر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

مالک الملک ہمیں اور ہماری اولاد کو اللہ' رسول اور دین کے مطیع اور فرمانبردار بنادے۔امین

مولانا محمد حذیفہ وستانوی

قرآن وحدیث کی روشنی میں وقوعِ قیامت اور وقت قیامت کا تعیّن؟ اور متجددین وسائنسدانوں کے ہفوات واوہام

اسلام ایک ابدی اور عالمی مذہب ہے جس میں اللہ رب العزت نے قرآن وحدیث کے ذریعہ ایسے حقائق اور مسلمات کو بیان کردیا ہے جس کا ابطال ناممکن ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قرآن وحدیث کسی امر یا واقعہ کو بیان کرے اور اس کا ظہور نہ ہوا ہو، اگر ماضی کا واقعہ ہے تو وہ بھی مبنی بر حقائق، اگر مستقبل سے متعلق کوئی پیشین گوئی ہے تو اس کا ظہور اور وقوع بھی حتمی اور یقینی، اس لیے کہ قرآن وحدیث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ منجانب اللہ اور جب منجانب اللہ ہے تو ظاہر ہے وہ قطعی اور یقینی ہی ہوگا وہ کوئی افسانہ یا اندازہ نہ ہوگا کیوں کہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت علیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے قدیر بھی ہے عالم الغیب بھی ہے، حکیم بھی ہے وعدہ کے سچے بھی ہیں تو کیسے اس کی بات یقینی نہ ہوگی، ہاں بندہ کی کوئی خبر ہو تو وہ ظنی اور موہوم ہوسکتی ہے کیوں کہ وہ عالم الغیب نہیں وہ حکیم نہیں وہ قدیر نہیں، کیا آپ نہیں جانتے ہیں عالم الغیب اور حکیم کس کو کہتے ہیں؟؟ عالم الغیب یعنی دنیا کے رازہائے بستہ واسرار کو جاننے والا، گویا اس ذات ذوالجلال کے سامنے ہر چیز عیاں اور روشن بلکہ ہر چیز اس کی مرضی اور ارادے سے ہوتی ہے:

"وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ" تم جو چاہو وہ نہیں ہوگا، وہی ہوگا جو اللہ چاہیں گے، اور حکیم کہتے ہیں ایسی عظیم ہستی کو جو کسی چیز کے بنانے سے پہلے اس کے مالہ وماعلیہا سے پورے پورے طور پر واقف ہو، تو اللہ نے جب دنیا بنائی اسی وقت سے وہ صفت حکیم سے متصف ہونے کی بنا پر اس کے مالہ وماعلیہا سے واقف ہو چکا ہے اب یہ ثابت ہوا تو آپ ہی فیصلہ کریں اللہ اور رسول کی خبر اور پیشین گوئی سے بڑھ کر زیادہ صحیح اور واقعی کوئی اور خبر اور پیشن گوئی ہوسکتی ہے؟

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ چلو قرآن تو اللہ کا کلام ہے، مگر حدیث تو بندے کا کلام ہے لہٰذا ان کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ کیا وہ بھی قطعی الثبوت ہے تو اس کا جواب قرآن دیتا ہے " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ " یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا ہر ہر کلمہ وحی ہے اس لیے علماء نے اس سے وحی غیر متلو کا نام دیا، بس معلوم احادیث متواترہ وصحیحہ سے ثابت ہونے

والا امر بھی قطعی الثبوت ہوگا۔

،بات دراصل یہ ہے کہ قیام قیامت کو قرآن کریم نے بے شمار مقامات پر بیان کیا ہے، صاحب ''یوم عظیم'' مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب (ناظم اول مجلس علمیہ حیدرآباد) فرماتے ہیں کہ:

''قیامت ایک عظیم واقعہ اور حادثے کا نام ہے قرآن نے اس کے کئی ایک نام بیان کئے ہیں جو قیامت کے احوال وحوادث کی تشریح کرتے ہیں'' اور آگے چل کر لکھتے ہیں ''اس کے علاوہ قرآن حکیم نے قیامت کے مختلف صفات بیان کئے ہیں جو جملوں اور کلمات کی شکل میں بکثرت ملتے ہیں...... جس کی ایک طویل فہرست ہے'' اور پھر آپ نے ستر آیتیں پیش کی جس میں قیامت کا ذکر ہے، اللہ رب العزت کا بکثرت قیامت کو ذکر کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ لامحالہ قیامت قائم ہونا ہی ہے، جس پر ایمان مسلمان کے لیے لازم ہے ورنہ وہ آیات قرآنیہ کا منکر ٹھہرے گا، اور ایک آیت کا انکار بھی انسان کو اسلام سے خارج کردیتا ہے، اب آئیں میں آپ کو اس عنوان پر قلم اٹھانے کی وجہ بتلاؤں۔

دراصل بات یہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی اسلام اور مسلمان ہی نہیں پورے دنیا کے لیے عجیب انقلابی صدی رہی اس لیے کہ جتنے بڑے بڑے اور ہولناک واقعات اس صدی میں ایک ساتھ رونما ہوئے ہیں شاید پچھلی کوئی صدی ایسے انقلابی واقعات کی اتنی بڑی تعداد میں حامل نہیں اسی صدی میں جنگِ عظیم اول اور دوم ہوئی اسی صدی میں برطانیہ کی دنیا سے حکمرانی ختم ہوئی اسی صدی میں سقوط خلافتِ اسلامیہ کا دردناک واقعہ پیش آیا، اسی صدی میں قیام اسرائیل اور سقوط فلسطین کا اندوہناک واقعہ پیش آیا، اسی صدی میں U.N.A کے نام سے ایک ناپاک یہودی واسرائیلی مفاد پرست تنظیم کی داغ بیل ڈالی گئی جس نے عالم اسلام کو بے پناہ نقصان پہنچایا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللھم احفظ، اسی صدی میں ہندوستان آزاد ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا، پھر بنگلادیش کی تقسیم عمل میں آئی خمینی انقلاب غالب ہوا اور اسی صدی میں تقریباً ایک سو چوبیس ممالک آزاد ہوئے اشتراکیت اور کمیونزم کو مجاہدین افغانستان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا، تحریک آزادئ نسواں کا فتنہ بھی اسی صدی میں ظاہر ہوا ٹیلیویژن فوٹوگرافی ٹیلی فون انٹرنیٹ موبائل جیسے جدید مواصلاتی آلات پٹرول، ڈیزل کی دریافت اور اس سے چلنے والی گاڑیاں، فحاشی کو پھیلانے کے لیے HOLYWOOD اور BOLYWOOD وغیرہ فلمی فتنے اور بھی بکثرت انقلاب آفریں واقعات اس صدی کی خصوصیت کہو یا جو کہنا ہو..... غرضیکہ یہ صدی انقلابات عجیبہ کی صدی رہی، جہاں دنیا میں انقلابت رونما ہوئے ہیں وہیں اس کا اثر انسانی فکر واعتقاد پر بھی ہوا اور انسان نے ہر چیز کو عقل اور سائنس پر پرکھنا شروع کردیا، یہاں تک کہ ''اعتزال'' یعنی عقلیت پسند ایک بار پھر گویا اپنے نئے حلیے میں ظاہر ہوا،

آج سے تقریباً سات سال قبل میں انگریزی سیکھنے کے لیے ایک بڑے میاں (جو پروفیسر تھے) کے پاس عصر کے بعد آدھے گھنٹے کیلئے جاتا تھا، روزانہ میری ان کے ساتھ کسی نہ کسی مسئلے پر بحث ہوتی، وہ بڑے بیباک ہوکر مسلمات شرعیہ پر اپنے مزعومہ استنباطات بیان کرتے، تو ایک دن کہنے لگے قیامت قائم نہیں ہوگی، گویا قیامت کا انکار ہی کردیا، تو میں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من مات فقد قامت قیامته" جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی، تو آپ کے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے آپ کیلئے قیامت کوئی زیادہ دور نہیں، پتہ نہیں ایسے کتنے لوگ مسلمانوں میں قیامت کے منکر ہونگے اللہ سب کو صحیح ہدایت دے اصل یہ نظریہ بھی اسلیے مسلمان عصری تعلیم یافتہ طبقے میں رائج ہوا کہ انیسویں صدی میں جب علم سائنس عروج پر تھا یہ نظریہ پیش کیا کہ دنیا مطلق اور دائمی ہے اسی طرح یہ زمان بھی مطلق اور دائمی یعنی یہ دنیا پہلے سے ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں اور یہ فنا بھی ہونے والی نہیں ہمیشہ رہے گی مگر نظریۂ بیگ بانگ نے اس کی تردید کردی یعنی دنیا کسی زمانہ میں وجود میں آئی اور ایک دن ختم ہوجائے گی غرض انیسویں صدی میں رائج ہونے والے تمام نظریات جس کو اسلام پہلے ہی مسترد کرچکا تھا اب سائنسی موت بھی مر چکے ہیں خود سائنسدانوں نے نظریۂ ڈارون اور نظریۂ وجودیت کی تردید کردی اب جب فناء دنیاء کو تسلیم کیا تو نیا فتنہ کھڑا ہوگیا کہ فنا کب ہوگی ۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابا

قیامت کب قائم ہوگی؟

سترھویں صدی عیسوی میں صنعتی انقلاب کا آغاز ہوا جس کو مشینی انقلاب بھی کہا جاتا ہے، اس کی بنیاد اور اساس مسلمان سائنس دانوں نے اندلس بغداد کوفہ بصرہ رای جوازم قزوین غرناطہ میں ڈالی، ابوحیان غرناطی ابوبکر رازی خوارزمی ابن سینا ابن اشد قرانی یہ ہی وہ مسلمان سائنس داں ہیں جنہوں نے دنیا علم طب علم حیاتیات وغیرہ کے بارے میں اساس اور بنیادیں فراہم کی اور پھر ان میں کے تلامذہ سے اہل یورپ نے تحقیق و جستجو کے درس لیے اور انہیں کی تصانیف کا ترجمہ کر کے پورے یورپ کو علم وحکمت کی طرف متوجہ کیا مگر چونکہ تحصیل علم سے ان کی غرض صلاح عقبی اور فوز دارین نہ تھی بلکہ مادہ پرستی اور فوز دنیائے فانی تھی لہذا انہوں نے اپنا پورا وقت اس پر صرف کر کر انہیں اصولوں اور بنیادوں کی اپنی تحقیق کی عمارت کو آگے بڑھایا جو سترویں صدی کے آنے تک صنعتی انقلاب میں بدل گیا مگر چونکہ ان کے پیش نظر تو صرف دنیا تھی لہذا انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ مسلمان جو ہمارا بھی استاذ ہے اور ہم سے دو قدم آگے ہے اگر وہ بھی اس میدان میں آگے بڑھے تو ان کے پاس روحانیت تو ہے ہی نتیجتاً وہ ہمیں پیچھے چھوڑ دیں گے اور ہماری ترقی میں حائل ہوجائیں گے، لہذا انہوں نے مسلمان کے لئے ایک ساتھ دو محاذ کھول دیئے ایک طرف وہ کمپنیاں جو عالم اسلام کی

طرف تجارت اور اپنی جدید ایجادات کی فروخت کے نام سے ایک خفیہ استعماری منصوبہ لے کر داخل ہو گئے اور دوسری جانب مسلمانوں کے ایمان اور روحانیت کو کمزور کرنے کے لئے تحقیقات کے نام پر نئے نئے نظریات ان کے درمیان رائج کردئے ان کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا علم وتحقیق کے ساتھ رشتہ چولی دامن کا ساہے لھذا اسی راستے سے انہیں گمراہ کیا جائے تا کہ روحانیت کمزور ہو جائے اور ہم ان پر غالب رہیں لھذا ڈارون فرائیڈ کارول مارکس' ڈارک ہیم' ماکنیوز 'ہرزل' ٹلر' برگ سن' مارٹن' لارڈ مکالے' ساخت وغیرہ کو تحقیق کے نام پر باطل نظریات اور افکار سے مسلح کر کے عالم اسلام پر مسلط کردیا، اس کے یہ آثار مرتب ہوے کہ کہیں جمال الدین افغانی محمد عبیدہ، کہیں کمال اتاترک، کہیں سرسید جیسے متجددین پیدا ہو گئے، امت میں منظم سازش کے تحت انہیں ہیرو، اور عظیم رہبر قرار دیا گیا جس کے نتیجے میں امت کا بڑا طبقہ ان پر اعتماد کر کے اساسیات دین سے ہاتھ دھو بیٹھا اور پھر ایسے نتائج مرتب ہوئے کہ الامان والحفیظ بینک کے سود کو جائز قرار دینے کی مذموم کوششیں کی جنات شیاطین فرشتوں کے وجود کا انکار کردیا گیا یہاں تک کہ معجزات کا انکار کردیا گیا، قرآن کی من مانی تفسیر عقل کے نام پر ہر ایسے بھونڈے انداز میں کی گئی کہ اللہ کی پناہ غرض کہ امت بنیادی اور اساسی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئی جمہوریت، آزادی رائے، آزادئ نسواں، مساوات مرد وزن، حقوق انسانی، اتحاد ادیان، سائنسی تحقیقات کے نام پر اور تو اور خود مسلمانوں میں ایسا طبقہ وجود میں آ گیا جس نے اکمال دین تک کے انکار کی جرأت کر ڈالی، پہلے پہل تو قیامت کا انکار کردیا گیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا، مگر بیسوی صدی میں خود سائنس نے ہی ان خود ساختہ نظریات کی تردید کردی نظریہ ڈارون جس کی اساس وجودیت تھی اور وجودیت کا نظریہ یہ کہ دنیا سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی، گویا ان کا کہنا ہے کہ مادیت دنیا کی ہمیشگی اور دوام کی قائل ہے یعنی نہ یہ دنیا کا آغاز ہے اور نہ اختتام یعنی اس کو خدا نے العیاذ باللہ پیدا نہیں کیا اور یہ مکان وزمان میں لامحدود ہے لہذا ختم بھی نہ ہوگی، یعنی قیامت قائم نہ ہوگی، گویا اگر کوئی مسلمان ڈارونیت کو صحیح تسلم کر لیتا ہے تو اس کے ذیل میں خدا اور قیامت کا منکر ٹھہرتا ہے مگر اسے اسکا احساس بھی نہیں ہوتا، لہذا مسلمانوں کو جان لینا چاہئے کہ ڈارونیت کا ابطال آج سے پچپن سال قبل ۱۹۵۲ میں سائنس نے کر دیا ہے، مگر قصداً اسے عام نہیں کیا گیا اور آج بھی نصابی سرکاری کتابوں میں یہ تھیوری پڑھائی اور سمجھائی جاتی ہے، ہارون یحیٰ کی کتابیں یا انکی ویب سائٹ بعنوان www.harunyahya.com کا مطالعہ کریں انشاء اللہ آپکی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

نظریہ ڈارون کی سائنسی موت کے بعد بیسویں صدی کے اواخر میں نظریۂ وجودیت کی بھی موت خود سائنس سے ثابت ہو چکی ہے اس سے بگ بینگ (Big bang) کے معروف نظریہ نے ثابت کردیا کہ کائنات نیست سے

ہست میں آئی ہے یعنی عدم سے وجود میں آئی اور جس طرح وہ عدم سے وجود میں آئی اسی طرح وہ ایک دن فنا بھی ہو جائے گی، گویا انکار قیامت کا نظریہ بھی ختم ہو چکا ہے، مگر اس نظریہ کے آنے کے بعد نظریاتی دنیا میں ایک اور نیا بھونچال برپا ہو گیا وہ یہ کہ یہ کائنات کب ختم ہو گی اب کچھ نام نہاد مسلمان مفکرین اور انگریز سائنس داں اسی پر تل آئے ہیں کہ لوگوں کو فناء دنیا یعنی قیامت کی تحدید سے آگاہ کر دیا جائے، گویا ایک نئے فتنے نے جنم لے لیا ہے، اس مضمون کے لکھنے کی اصل غرض یہ ہی ہے کہ امت کو اس فتنے سے بچایا جائے تو آیئے پہلے ان بیہودہ آراء کا ذکر کرتے ہیں، جو قیامت کی تحدید و تعیین کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں، اور پھر قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلام کا صحیح موقف اس سلسلہ میں بیان کیا جائے گا، اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو ضلالت و گمراہی سے محفوظ رکھے اور صحیح راستے کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین '

تحدید قیامت کے قائلین اور متعین کردہ میعادیں:

ابھی قریب ہی کچھ عرصہ قبل اردو ٹائمز کے کسی ضمیمہ میں میں نے ایک عنوان پڑھا ''شہادت عظمیٰ'' اور لکھنے والے ایک لبریل اور حدث پسند عالم، وحید الدین خان تھے تو دل میں آیا کہ اس کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ بہرحال میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا حیرت میں ڈوبتا چلا گیا، اس مضمون کا خلاصہ میں پیش کرنے جا رہا ہوں

خلاصہ مضمون:

''ایک حدیث میں ہے: وستکون شهادة عظمى یعنی عنقریب ایک عظیم شہادت اور گواہی ہوگی اور نپولین نے ایک زمانہ میں کہا تھا کہ ۲۰۶۰ء میں قیامت قائم ہو جائے گی تو لوگوں نے ہنسی اڑائی تھی مگر اب ثابت ہو رہا ہے کہ اس نے سچ کہا تھا اور حدیث کی شہادت سے یہ ہی شہادت نپولین مراج ہے''۔

گویا وحید الدین خان یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ قیامت ۲۰۶۰ء میں قائم ہو جائے گی اولاً ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں کیونکہ قرآن اور حدیث تو اس کے بارے میں خاموش ہیں اور اس کے بغتۃً یعنی اچانک آنے کو ثابت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قد خسر الذين كذبوا بلقاء الله حتى اذا جاء تهم الساعة بغتة۔ (سورۃ الانعام:۲۳)

وہ لوگ خسارے میں ہیں جو اللہ کی ملاقات کا انکار و تکذیب کرتے یہاں تک کے جب قیامت اچانک آپڑے گی۔

اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے ''ان'' ''عنده'' جملہ اسمیہ ''تقدیم تا ماحقہ خیر'' جیسی اتنی ساری تاکیدات کے ساتھ بیان کرنا، کیا معنی رکھتا ہے؟ کسی مسلمان کے لیے کبھی روا نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ تحدید و تعیین وقت قیامت کی جرأت

بے جاہ کرے"ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا"وہ لوگ ظن وگمان کی پیروی کرر ہے ہیں حالانکہ ظن گمان حق سمجھنے کے باب ذرابرابر بھی کام نہیں آسکتا،لہٰذاتعین وقت، گویاایمان حق مخفی کے بارے میں اٹکل چلانا ہےاورقرآن کہتا ہےاس اٹکل سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا، بلکہ اپنے کو برباد کرنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا،جیسا کہ ان متحدیدین کا طرز ہے۔العیاذ باللہ

جس طرح آج سائنس نے"لازمان اورلامکانیت"یا"سہ جہتی مکاں" کی تردید کردی تو اس سے یہ ثابت کرنا پڑا کہ دنیا کا مبداااورمنتھیٰ دونوں لازمی ہے،یعنی دنیاقدیم نہیں حادث ہے،تواب انہیں یہ فکرلاحق ہوئی کہ یہ حادث دنیا کب فنا ہوگی لہذاانہوں نے قیاس آرائیاں شروع کردی کسی نے نیپولین کی رائے کو بنیاد بناکر ۲۶۰ میں قیامت قائم ہونے کانظریۂ باطل پیش کیاافسوس ہے وحیدالدین خان پرکہ قرآن وحدیث کی صریح مخالفت کرکرنصوص قطعیہ کے مقابلے ایک ایسی حدیث کی روشنی میں،جس کی تحقیق وتخریج کوان کے علاوہ کوئی نہیں جانتااوروہ بھی ایک کھلے اسلام دشمن کی رائے کہ سہارے،تعجب ہے وحیدالدین خان کے طرزِعمل پرایک جانب تو وہ مغربی فلاسفہ کی تردید کرتے ہیں،اوردوسری جانب قرآن وحدیث کی تشریح بھی انھیں کی آراء کے سہارے کرتے ہیں۔

ایں چہ بوالعجبی است

۱۲،۱۲،۲۰۰۷بروزچہارشنبہ مسٹرکےارون Mr.k.Arun سے قیامت پرایک طویل گفتگوہوئی توانہوں نے سوال کیا کہ اسلام قیامت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟یعنی کب قائم ہوگی؟ تو میں نے پوچھا آپ کو قیامت کے بارے میں یہ سوال کیوں کرذہن میں آیا؟ توانہوں نے کہا کہ دراصل دنیا کے دو بڑے بل کہ سب سے بڑے سائنس داں:"سٹیفن ہوکن"اور"اسٹک نیوٹن" نے انتباہ دیا ہے کہ ۲۰۲۰ء میں قیامت قائم ہوجائے گی،تو میں نے کہا کہ قرآن اورحدیث جواسلام کے دواصل مراجع ہیں،اس میں کہیں تعین کے ساتھ اس کو بیان نہیں کیا گیا،کہ قیامت کس سن میں قائم ہوگی،البتہ اس کی علامتیں بیان کی گئی ہیں،توانہوں نے کہاوہ کیا علامتیں کیا ہیں؟تو میں نے بہت سی چھوٹی بڑی علامتوں کوذکرکیااورسمجھایا کہ اسی میں نزولِ عیسیٰ کا بھی ذکر ہےاوران کے مدت قیام علی الارض یعنی زمین پر رہنے کی مدت کو بھی بیان کیا گیا ہے،اوروہ چالیس سال ہے(تب تک میرے علم میں صرف چالیس سال قیام تھامزید مطالعہ کے بعدسات سال کاایک اورقول بھی سامنے آیا ہے)توانہوں نے کہاتب تو ۲۰۲۰ء میں قیامت نہیں ہوسکتی، ان کے ساتھ ان کے ایک اورساتھی تھےانہوں نے کہامگراتنے بڑے سائنس دانوں کی بات کوویسے ہی تو ٹھکرا سکتے نہیں!تو میں نے کہا کہ ہم نے اللہ کوعلیم وخبیر مان لیا ہے،لہٰذاکتنا بھی بڑاآدمی اپنی کیسی ہی تحقیق کیوں نہ بیان کرے،

ہمارے نزدیک اس کی اللہ کے قول کے مقابلے میں کوئی حیثیت اور وقعت نہیں، بہر حال ایک طویل گفتگو ہوئی مگر صرف اسی حصہ کو ذکر کیا گیا جو موضوع اور عنوان سے مناسبت رکھتا ہے۔

پھر انٹرنیٹ پر عربی میں ایک مقالہ پڑھا "نهاية هذه الامة ونهاية العالم" جس میں مضمون نگار ابو عبد اللہ عابد نے ۱۴۸۸ھ میں قیامت کا ذکر کیا ہے جس میں ایک دو حدیثیں اور امام حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی کے ملفوظات سے سہارا لیا گیا ہے۔ حدیث میں ایک حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر سے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود نے زوال شمس تک آسمانی کتاب پر عمل کیا، اور نصاری نے عصر تک اور امت محمدیہ نے عصر سے مغرب تک؛ یہود کی مدت چودہ سو سال، نصاری کی مدت ۶۰۰ سو سال، لہٰذا اس امت کی عمر ۱۵۰۰ سال ہوگئی، جس میں ہجرت سے قبل کے ۱۳ سال بھی شامل کیے جائیں گے گویا بعثت محمدی سے پندرہ سو سال شمار کرنا ہوگا تو اس حساب سے ۸۸۔۱۴۸۷ میں پندرہ سو سال پورے ہوتے ہیں لہٰذا ان ہی سالوں میں قیامت قائم ہو جائے گی، اور امام حجر عسقلانی کا قول بھی نقل کیا کہ یہ امت ایک ہزار سے زیادہ سال نہیں رہے گی، اور امام سیوطی کا قول ہے کہ اس امت کی عمر پندرہ سو سے متجاوز ہو ہی نہیں سکتی، مگر دونوں قول کے کسی بھی حوالے کو ذکر نہیں کیا گیا، بہر حال یہ بھی ایک بے بنیاد بات ہے کہ حساب و ریاضی سے کہ کلکیولیٹ کر کے قیامت کی تعیین کی جائے حدیث میں تو یہ بتلایا گیا کہ اس امت کی مدت عمر کم ہوگی مگر اللہ انہیں کم عمل پر اپنے فضل سے زیادہ اجر دیں گے جیسا کہ یہود و نصاری کے اعتراض سے واضح ہے کہ وہ کہیں گے اے اللہ کیوں ان کو زیادہ ثواب دیا، تو اللہ پوچھینگے کیا تمہارے اجر میں سے ہم نے کچھ کم کیا ہے؟ وہ کہیں گے نہیں، تو اللہ فرمائیں گے میں جسے چاہوں اسے نوازدوں "عیاں راچہ بیاں"۔

ایک دوسری ویب سائٹ پر پڑھا کہ قیامت ۱۷۱۰ھ مطابق ۲۲۸۰ء میں قائم ہوگی اور پھر عجیب و غریب دلائل سے ثابت عنوان ہے، "ولن يتقها الله خافية" یعنی "اللہ رب العزت نے قیامت کے وقت کو مخفی نہیں رکھا" پھر آگے تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ عام میعاد قیامت راز میں نہیں رہے گا، بل کہ قیامت سے پہلے اللہ اس کو ظاہر کر دیں گے اور سورۂ حج کی آیت نمبر ۸۷ قیام قیامت کی تاریخ کا پتہ دیتی ہے پھر عجیب و غریب فلسفیانہ انداز میں، بالکل بے تکے، اور بے جوڑ طریقے سے، لمبے چوڑے عدد نکال کر، ثابت کیا ہے کہ قیامت ۱۷۱۰ھ میں قائم ہوگی، مگر اس کا جواب بھی وہی ہے " قل انما علمها عند الله" آپ کہہ دیجئے کہ (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کا علم تو صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے "لا يعلمها الا هو" اس کے یعنی اللہ کے سوا کوئی اس کے وقت کو نہیں جانتا، یہ بے تکے حساب بے پرکی ہانکنے کے علاوہ کچھ نہیں" اللهم انا نعوذ بك من

الزیغ و الضلال و الاضلال"۔

"قیامت اور حیات بعد الموت" نامی کتاب میں صفحہ ۲۲۳ پر مسٹر ڈبلیو کے اسٹوورٹ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دنیا کے وجود کو تیس ہزار سال ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس میں سے دو گھنٹے بتائی گئی تو ڈھائی ہزار سال ہوتے ہیں، لہٰذا قیامت کے قائم ہونے میں ابھی ایک ہزار سال باقی ہے مؤلف سلطان بشیر محمود نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا محض مذکور سائنس داں کی کتاب "Fssential Farth History" کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور آگے چل کر انہوں نے بھی ان الفاظ میں اس کی تردید کی ہے "یہ سب حساب قیاسیات پر مبنی ہے لہٰذا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ قیامت کب آئے گی، اصل حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے جس کا قرآن پاک میں بار بار اعلان کیا گیا ہے اور یہ کبھی بھی آسکتی"۔ (قیامت اور حیات بعد الموت: ص ۲۲۴)

منصور عبدالحکیم اپنی تالیف جو "احداث آخر الزمان کے سلسلہ کی دوسری کڑی ہے جس کے کتاب کا نام "نهاية العالم و اشراط الساعة" ہے، مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ آج کل قیامت سے قبل کے فتنوں اور نہایۃ العالم یعنی دنیا کی فنائیت یعنی قیامت کے بارے میں بہت موشگافیاں ہو رہی ہے یہاں تک کہ بعض قلم کاروں اور سائنس دانوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ عنقریب ۲۰۱۰ میں قیامت قائم ہو جائے گی۔ جب کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے اس لیے کہ قیامت کی تحدید اور صحیح وقت کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس کا تعلق علوم غیبیہ سے ہے اور غیب کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ (نهاية العالم و اشراط الساعة: ۸)

منصور عبدالحکیم مذکورہ سلسلہ کی چوتھی کڑی "عشرة تنتظرها العالم عند المسلمين و اليهود و النصارى" میں تحریر کرتے ہیں احادیث میں وارد مہدی منتظر سفیانی وغیرہ شخصیتوں کی تحدید میں لوگ لگے ہوئے ہیں اور موجودہ سیاسی شخصیتوں پر اس کا اطلاق کر رہے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ تعیین بلا کسی قرائن کے خطرناک اور بے سود ہے اس سے صرف اتنا ہوگا کہ نئی بات کہنے والے کو شہرت ملے گی اور کسی کو فائدہ نہیں ہوگا، اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا ان لوگوں کے ساتھ ہوا جنہوں نے نویں (۹۰) کی دہائی میں دعویٰ کیا تھا، کہ یہ دنیا ۹۹-۱۹۹۸ء میں ختم ہو جائے گی، اب دو ہزار سات گذر گیا مگر اب تک دنیا باقی ہے لہٰذا ایسی قیاس آرائیوں اور ہفوات سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے، کیوں کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

اخیری اور دوٹوک بات:

آج جس طرح "نظریہ اضافت وقت و زماں" کے ثابت ہونے کے بعد قیامت کب؟ کا سوال ذہن میں

گردش کررہا ہے، اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے بعث بعد الموت اور قیامت کا ذکر کیا جس کو وہ لوگ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے اور نہ اس پر ان کا ایمان تھا تو جس طرح آج قیامت کب؟ کا سوال ذہن گردش کررہا ہے، بالکل اسی طرح ان کے ذہن میں اسی سوال نے انگڑائی لی تھی، جس کا جواب قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر بالکل صریح اور صاف ستھرے الفاظ میں دیا گیا جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، لہٰذا ہم یہاں قرآن وحدیث سے ان کے سوال کا جواب دے رہے ہیں تاکہ ذہن میں گردش کرنے والا یہ سوال شانت ہوجائے جیسا کہ ان قرون اولی کے سائلین کو اطمینان ہوگیا تھا۔

قرآن اور قیامت کب؟ کے سوال کا جواب:

(۱) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا فِيْمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا إِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشَاهَا كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا (سورۃ النازعات ۴۲-۴۶)

(۲) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ۔ (سورۃ اعراف ۱۸۷)

(۳) يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ (الاحزاب ٦٣)

(٤) إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (لقمان: پ۲۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے فرمایا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں علم غیب مطلق اور علم غیب نسبی اور اس آیت کریمہ میں جو پانچ چیزیں بیان کی گئی اس کا تعلق علم غیب مطلق ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کوئی اسے نہیں جانتا، نہ کوئی رسول، نہ کوئی ملک مقرب، نہ کوئی جن وانس، اور نہ کوئی دوسری مخلوق، یہاں تک کے صور پھونکنے والا فرشتہ بھی نہیں جانتا، مسلم کی ایک روایت میں اس کو بیان کی جائے گی، جیسا کہ ابھی آگے بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ جب قرآن میں اتنی ساری آیتوں میں اس کی تعیین کے علم کو صرف اللہ کے لئے خاص کیا گیا تو اب اس میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کا کیا مطلب؟ بس یہی ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت سے اس کے علم غیب مطلق کے بارے میں تنازع کرنا اور یہ کیسے درست ہوسکتا، لہٰذا ذرا ہوش کے ناخون لے کر سوچنے کی ضرورت ہے، ورنہ اس مصرعہ کے مصداق ہوں گے جس میں شاعر نے کہا: ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اللھم انا نعوذبک من الضلال و الاضلال

احادیث مبارکہ اور قیامت کب کا جواب: (۱) پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں

جیسا کہ حدیث میں ہے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (بخاری کتاب الاستسقاء، مسند احمد: ۳۵۳/۴)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور پیٹ کے اندر موجود بچے کے بارے میں جانتا ہے، کسی نفس کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا، اور کوئی نفس جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے باخبر ہیں''۔ (لقمان: آیت ۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی: جب جبرئیل نے ایک دیہات کی شکل میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ''جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا (بخاری: ۵۰، مسلم: ۹۷)۔ تو اس پر انہوں نے سوال کیا کہ پھر مجھے اس کی نشانیاں بتایئے؟ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا کہ جو آئندہ مضمون میں تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

(۲) قیامت کی تعیین اور دنیا کی تحدید پر مشتمل اسرائیلی روایات بے بنیاد ہیں

اس طرح دنیا کے گذشتہ ایام کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض اسرائیلی روایات جن میں گذشتہ ایام کی تحدید چند ہزار اور چند سو سالوں کے ساتھ کی گئی ہے، وہ سب بے بنیاد ہیں بے شمار علما نے ان روایات کے بے بنیاد ہونے پر بحث کی ہے اور ایسی روایات غلط کہلائے جانے کی لائق بھی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''دنیا کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے''۔ (طبری: ۱/۱۰) اسی حدیث کی سند صحیح نہیں ہے، اور اسی طرح قیامت کے وقت کی تعیین والی احادیث بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار ہی کے پاس ہی اسے اس کے وقت پر سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔ بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں، وہ تم پر محض اچانک آئے گی، اچانک آئے گی یہ لوگ اس طرح پوچھتے ہیں جیسے کہ گویا آپ کو اس کی پوری تحقیق ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔ (الاعراف آیت: ۱۸۷)

(۳) حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر:

سنن ابی داؤد میں عمرو بن عثمان کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے بچ جائے گی، کہ اسے

آدھے دن مؤخر کر دیا جائے گا"۔ لوگوں نے پوچھا یہ آدھا دن کتنا وقت ہوگا؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ پانچ سو سال"۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم، باب قیامت الساعۃ، حدیث نمبر ۴۳۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۸۶، مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۵۵۱۴) ایسی روایت مسند احمد میں ابوثعلبہ خشنی سے بھی من وعن منقول ہے۔

قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمیں پر نہ رہیں گے" یہ حدیث صحیح نہیں نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا وقت متعین فرمایا

بہت سے عام لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے نیچے نہ رہیں گے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور بااعتماد کتب حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی ہم نے کسی مختصر یا بڑی کتاب کے حوالی سے سنی۔ اور یہ بات بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا کوئی وقت متعین فرمادیا ہو۔ البتہ آپ نے کچھ آثار وعلامات ذکر کی ہیں۔ (قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں: ص ۳۸)

(۴) مفاتیح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ و لا یعلم ما تغیض فی الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یاتی المطر الا اللہ و لا تدری نفس بای أرض تموت و لا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ۔ غیب کی پونجیاں پانچ ہیں: جس سے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا: (۱) کل کیا ہوگا اسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۲) مادر رحم میں کیا ہے اسے بھی اللہ علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۳) بارش کب ہوگی اسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۴) کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔ (۵) اور قیامت کب قائم ہوگی اس کا علم بھی اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ (مسلم عن ابن عمر بحوالہ عشرۃ تنتظرھا العالم: ص ۱۲)

خلاصۂ کلام یہ کہ وقوع قیامت اور قیامت کب؟ کو اس مضمون میں قرآن وحدیث سے مدلل بیان کر دیا گیا عاقل کے لیے اتنا ہی کافی ہے، ہاں البتہ قیامت کی علامتوں کو قرآن اور احادیث مبارکہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس کے بارے میں بھی ایک طبقہ پچھلی ایک صدی سے من گھڑت تاویلات کے ذریعہ گمراہ کرنے پر، اور ایک گروہ اس کے انکار پر تلا ہوا ہے جس کو انشاء اللہ آئندہ قیامت کی نشانیاں قرآن وحدیث کے صحیح موقف اور تاویلات باطلہ کی روشنی میں، مرتب کیا جائے گا، جس میں اشراط الساعۃ کے علم کا حکم، علامات صغریٰ وکبریٰ" کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا، دعا کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے اور ہر طرح زیغ وضلال سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!

مولانا انیس احمد ندوی

مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور دوہرا معیار

ادھر تقاضے ہیں مصلحت کے، ادھر تقاضائے دردِ دل ہے
زباں سنبھالیں کہ دل سنبھالیں، اسیر ذکرِ وطن سے پہلے

مغرب مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہے، سامراجی طاقتیں اپنے سامراج کی توسیع کیلئے مسلمانوں کو آلۂ کار بنا رہی ہیں، انہیں کے نام پر وہ اپنے سامراج کی توسیع میں سرگرداں ہیں، مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور برطانیہ سمیت بیشتر مغربی ممالک دہشت، نفرت اور اسلاموفوبیا (اسلام سے خوف) کا ماحول پیدا کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنچانے کیلئے بڑی بڑی اسکیمیں اور سازشیں تیار کرنی پڑتی ہیں، اس لئے جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جس میں مسلمان ملوث بتائے جاتے ہوں تو اسے محلی یا قومی اعتبار سے سمجھنے کی بجائے عالمی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ عالمی تناظر میں دیکھنے سے مسلمانوں کے اوپر لگائے گئے بہت سارے "حادثات" کی کہانیاں اور الزامات بے بنیاد ثابت ہو جاتے ہیں، بلکہ خود الٹا اسلام مخالف سامراجی طاقتیں اور MindsetNazi کے ذریعہ چلائی جانیوالی تحریکیں الزام اور شک کے کٹہرے میں کھڑی نظر آتی ہیں۔ گزشتہ نصف دہے سے عالمی سیاست میں یا ایک دہے سے زائد مقامی سیاست میں مسلمانوں کے خلاف نسلی، نیز قومی عصبیت کے جو دبیز اور گہرے بادل چھائے نظر آتے ہیں انہیں اسی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب طاقتور اقوام ظالم و جابر کے لقب سے بچنے کیلئے اسلحہ کے ڈائرکٹ استعمال سے گریز کرتی ہے تو وہ گندی سیاست، مکر و خدع، الزام تراشی اور دشنام طرازی کے گھناؤنے دفاتر کھول کران میں سے نت نئی گندی فائلیں نکالتی ہے۔

یقیناً اب یہ زمانہ قدیم طرز پر لشکر کشائی کا نہیں رہا، موجودہ زمانہ میں سیاست، آزادی و حریت، تہذیب و ثقافت، نیز بحالی حقوق اور جمہوریت کے نام پر فتوحات کی جاری ہیں، اب تو تہذیبوں کی کشمکش اور ٹکراؤ کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ اس وقت مشرق و مغرب کے درمیان تہذیبی تصادم Clash of Civilization واقع ہو چکا ہے، اس تصادم میں چونکہ مغرب طاقتور ہے، اس لئے فی الوقت گیند اسی کے پالے میں ہے، وہ جدھر چاہتا ہے اسے اچھال دیتا ہے۔ اور جب جیسے چاہتا ہے دوسری تہذیب پر حملہ کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں، نیز مسلم ممالک کے خلاف وہ

بالکل کھل کر سامنے آگیا ہے۔

مسلمانوں کے خلاف نفرت ودہشت کا ماحول پیدا کرنا مغرب کی پالیسی کا اہم جزء ہے۔اسی طرح وطن عزیز میں فسطائی طاقتیں اپنے سیاسی اغراض ومقاصد کی خاطر ایسے "حادثات" Stage (باقاعدہ طور پر بنا کر) پیش کرتی ہیں جس سے انہیں اپنے مقاصد کے حصول میں آسانی ہو، ہندوستان میں اور دنیا کے بیشتر حصوں میں Bombing (بم پھوڑنے) کے جو واقعات پیش آتے ہیں اخبارات کے پیش کردہ غیر جانبدارانہ تجزیوں نیز شواہد سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے مقصد سے بڑی سخت Monitoring (نگرانی، مراقبہ) میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ چاہے مکہ مسجد کا واقعہ ہو یا بنارس کی مندر کا، مالیگاؤں کا واقعہ ہو یا ممبئی کے ٹرینوں کا دھماکہ، یا حال ہی میں ہونے والا لندن اور گلاسگو ائیر پورٹ پر ناکام حملہ، کسی بھی واقعہ میں قطعاً یہ ثابت نہیں ہے کہ اس کے مرتکبین مسلمان تھے۔ مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے یہ محض الزام تراشی ہے، چوری کرنے والوں کا ایک بہت پرانا حربہ یہ رہا ہے کہ وہ جب چوری کرنے جاتے تھے تو جوتا کسی کا پہن لیا، ڈنڈا کسی کا لے لیا وغیرہ۔ جب وہ بھاگے یا کامیاب ہو کر واپس ہوئے تو راستہ مںن ڈنڈا چھوڑ دیا اور تھوڑی دور پر جوتا چھوڑ دیا وغیرہ، چور کی تلاش میں جو چیزیں ملیں وہ فلاں فلاں صاحب کی تھیں۔ لہٰذا یہی لوگ چوری کے اس واقعہ میں ملوث تھے۔ جبکہ اصل چور کوئی اور ہوتا ہے۔

آج کل کچھ اسی طرح کا منظر نامہ ہے۔ آپ خود تصور کیجئے قطعی ناقابل یقین بات ہے کہ مسجد میں مسلمان کوئی بم رکھے، جبکہ تحقیقاتی ادارے مسجدوں کے واقعہ میں بھی مسلمانوں کو ملوث بتاتے ہیں۔ مندر کے واقعہ میں پہلے ہی سے مان لیا جاتا ہے کہ اس کے مرتکبین مسلمان ہیں، ٹرینوں اور Public Place میں اس طرح کے واقعات کو بغیر کسی مضبوط ثبوت کے واقعہ کے فوراً بعد ہی شک کی انگلی کسی مسلمان تنظیم یا چند مسلم نوجوانوں کی طرف اٹھا دی جاتی ہے اور تحقیق کرنے والے ادارے بھی جانبداری، عصبیت اور Double Standard (دوہرا معیار) سے کام لیتے ہیں۔

۱۱/۹ کا واقعہ اس اسلام فوبیا مہم کا نقطۂ آغاز سمجھا جاسکتا ہے، خود اس میں اب تک کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اسے مسلمانوں نے انجام دیا، مغرب اپنے اس مقصد کی خاطر مسلمانوں سے اس واقعہ کو جوڑ کر انہیں بدنام کر رہا ہے۔

مالیگاؤں کے مسجد میں ہونے والے واقعہ سے کچھ دنوں قبل اپریل ۲۰۰۶ء میں بجرنگ دل کے دو کارکن نریش کندورا اور ہمنشو پھانسے اپنے دیگر انتہا پسند رفقاء ماروتی واگھ، راہل پانڈے، اور رام گیتیور کے ہمراہ بم بناتے ہوئے اچانک پھٹ جانے سے مر گئے، تحقیق کرنے والوں نے ناندیڑ کے ایک گھر سے ایک دوسرا بم برآمد کیا جہاں پر بم بنانے کا کام ہو رہا تھا، جو اس بات کا کھلا ثبوت تھا کہ انتہا پسند اس سے پہلے بھی تخریبی کارروائی کر چکے ہیں، مہاراشٹر پولیس کو اس کا بھی علم ہوا کہ کندورا اور پھانسے نے اپریل ۲۰۰۶ء میں پربھنی کی ایک مسجد میں بم پھوڑنے میں اہم کردار ادا کئے تھے، اس بم کے پھٹنے سے ۲۵ لوگ زخمی ہوئے تھے اس ناندیڑ دہشت گردی کی یونٹ کے افراد نے ۲۰۰۳ء میں جالنہ اور پرنا کی

مسجدوں میں بم پھوڑے تھے جس میں ۱۸ لوگ زخمی ہوئے تھے، بجرنگ دل کی بم بنانے کی بڑھتی ہوئی صلاحیت کو دیکھ کر پولیس کو بڑی حیرانی اور تشویش تھی تاہم مہاراشٹر حکومت نے سیاسی اغراض و مقاصد کے تحت بجرنگ دل کی دھڑ پکڑ سے پہلوتہی کیا اور کانگریس نیشنلسٹ سرکار نے اس پر پابند لگانے سے گریز کیا" (بحوالہ The Hindu 09. 09. 2006)

ان حقائق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسجدوں میں بم پھوڑنے کے واقعات بجرنگ دل وغیرہ کی طرف سے کئے جاتے ہیں، تاہم تحقیق کرنے والی ٹیمیں کہیں بھی کوئی واقعہ ہووت اسے صرف مسلمانوں سے منسوب کرتی ہیں۔ حقائق سے قطع نظر پولیس نے اور CBI نے بجرنگ دل کے بم بنانے کی فیکٹری کے واقعہ کو ایسا دفنا دیا جیسے کہ اس کا انکشاف نہ ہوا ہو، جب کہ مالیگاؤں کے واقعہ کو جس میں بجرنگ دل کے ممبران کے ملوث ہونے کا عین امکان تھا الٹا مسلمانوں کے سر منڈھ کر خوب دھڑ پکڑ اور ہنگامہ کیا گیا، کیا یہ دوہرا معیار نہیں ہے؟

اسی طرح ۲۰۰۱ء میں پارلیمنٹ پر حملہ کو لے لیجئے، تحقیق کرنے والی ایجنسیز نے ایک معصوم استاذ SAR گیلانی کو اس واقعہ میں زبردستی پھنسایا اور Pota کی خصوصی عدالت نے دیگر ملزمات سمیت اس پروفیسر کو موت کی سزا سنا دیا، اس استاذ کی محض اتنی غلطی تھی کہ پارلیمنٹ پر حملہ سے کچھ دنوں قبل حملہ کے ایک ملزم سے ان کی ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی تھی کیا کسی ملزم سے صرف بات کرنے کی وجہ سے دوسرا شخص بھی ملزم قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور وہ بھی اتنا بڑا ملزم کہ موت کی سزا سنادی جائے؟ اس واقعہ سے تحقیقاتی ادارے خود جانبداری اور تعصب برتنے کے الزام میں کٹھہرے میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہر حال پورا واقعہ سپریم کوٹ کے حوالہ کیا گیا اور عدالت عظمٰی نے پروفیسر کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے تمام الزامات سے بری کر دیا لیکن تحقیق کرنے والے اداروں نے آج بھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا، اس سلسلہ میں یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ اکادکا واقعات کو چھوڑ کر پورے ہندوستان میں کہیں بھی گیلانی اور اس طرح کے دوسرے واقعات میں ملزم کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہونے والا کوئی نہیں۔ (Hindustan Times 21.07.07) جمہوریت، آزادی وحقوق کی پاسبانی نیز غیر جانبداری کے بلند و بالا نعرے کہاں چلے گئے؟

ابھی حال ہی میں ایک کشمیری ماڈل طارق ڈار جس نے بنگلہ دیش میں اچھی کامیابی حاصل کی، اسے دہشت گردی کے الزام میں سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، ۲۰۰۵ء میں دہلی میں ہونے والے Blasts کا اسے ملزم قرار دیا گیا۔ اس نے تین مہینے جیل کے اندر گزارے، چونکہ اسے بلاوجہ گرفتار کیا گیا تھا اسلئے مجبور ہو کر پولیس نے اعتراف کیا کہ انکے پاس ملزم کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے، ایک لیڈی جج نے اس کو بری کرنے کا فیصلہ نہایت جذباتی انداز میں سنایا، اس نے کہا کہ "ملزم کے خلاف ایک ذرہ بھی ثبوت نہ ہونے کے باوجود اسے ۹۰ دن قید میں رکھا گیا جو ایک عام آدمی کیلئے پوری زندگی کے مترادف ہے" (ہندوستان ٹائمز ۲۱ / ۷ / ۲۰۰۷ء) یہ اس لیڈی جج کے نہایت پاکیزہ جذبات تھے لیکن کیا آپکو یاد ہے کہ پورے ہندوستان میں کوئی اور بھی اسکے اس غم وغصہ میں شریک ہوا؟ قطعاً ایسا نہیں۔

حال ہی میں پیش آئے ہوئے لندن اور Glasgow کے واقعہ کو لے لیجئے، ایک معمولی سی بے ربط چیز کی وجہ سے ڈاکٹر حنیف کو گرفتار کرلیا گیا، اس کا جرم کیا تھا؟ اس کا جرم صرف اتنا تھا کہ Glassgow کے ناکام حملہ میں جلتی ہوئی جیپ میں اس کا Sim کارڈ پایا گیا جو بذات خود ایک مفروضہ تھا۔ کیونکہ درحقیقت SIM کارڈ جلتی ہوئی جیپ میں نہیں بلکہ لیورپول میں کفیل کے گھر سے پولیس نے لیا تھا اور اس کا بھی انکشاف ہوا کہ آسٹریلیائی فیڈرل پولیس نے حنیف کی ڈائری میں خود سے کچھ مشکوک لوگوں کے نام، پتے وغیرہ لکھ دیئے تھے۔ بہرحال اس کارڈ کی وجہ سے آسٹریلیائی پولیس نے حنیف کو حراست میں لے لیا، اسے قید تنہائی میں رکھا گیا، اس نے لاکھ اپنی معصومیت کا ثبوت دیا مگر ایک نہ سنی گئی، اس نے کہا کہ "میں معتدل نظریات وخیالات کا آدمی ہوں، میرا ماننا ہے کہ خون کا ہر قطرہ انسان ہے" گویا کہ اس نے یہ کہا کہ قتل خواہ کسی کا ہو وہ انسان کا قتل ہے اور ایک قطرہ بھی خون بہانا (خواہ کسی کا ہو) انسانیت کے قتل کے مساوی ہے۔ لیکن آسٹریلیائی پولیس نے اس پر ذرا بھی توجہ نہ دی۔

۱۲ر جولائی ۲۰۰۷ء کو ہندو نے آسٹریلیا کے اخباروں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حنیف کیخلاف Case بالکل بودا اور کمزور تھا، پولیس نے اسے زبردستی قید میں ڈال رکھا تھا، اس کے ساتھ مسلمان ہونے کی وجہ سے زیادتی کی گئی، ستایا گیا اور زبردستی کیس کو طول دیا گیا، اسکے ساتھ نسلی عصبیت کا معاملہ کیا گیا، اسی وجہ سے خود آسٹریلیا کے ممتاز اخباروں نے حنیف کے خلاف حکومت کے رویہ اور کارروائی پر سخت تنقید کی ہے، آسٹریلیا کے ایک ممتاز اخبار The Sydney Morning Herald نے حنیف کے خلاف اس پورے کیس کو بودا اور کمزور بتایا اور اس نے حکومت کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ قومی سلامتی کے نام پر جھوٹا پروپیگنڈہ نہ کرے، اخبار نے مزید یہ بھی تبصرہ کیا ہے کہ شک، شک ہی کو جنم دیتا ہے اور عام لوگوں کا اس کیس کے سلسلہ میں یہ گمان ہے کہ "دال میں کچھ کالا ہے" یعنی لوگوں کو پورے اس واقعہ پر شبہ ہے۔

آسٹریلیائی حکومت پر دوسرا سب سے اہم الزام Double Standard دوہرے معیار کا ہے واضح رہے کہ حال ہی میں آسٹریلیا میں LTTE کے تین اہم سرگرم کارکن گرفتار کئے گئے تھے جن پر LTTE کیلئے تعاون وامداد اکٹھا کرنے کا الزام تھا، آسٹریلیائی حکومت نے انہیں ضمانت پر رہا کردیا، جبکہ LTTE اعلیٰ درجے کی ایک زبردست دہشت گرد تنظیم ہے جو عوام اور حکومت دونوں کے خلاف دہشت پیدا کرنے کی ترکیبوں کے استعمال سے ذرا بھی نہیں ہچکچاتی، ہندوستان، ملیشیا، امریکہ برطانیہ اور یوروپی یونین میں اس پر پابندی ہے یا اسے دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا گیا ہے، ایسی دہشت گرد تنظیم کا بیشتر فنڈ آسٹریلیا سے اکٹھا ہوتا ہے، جبکہ آسٹریلیا کو ۲۰۰۱ء میں United Nations Security Concil رزولوشن نمبر ۱۳۷۱ کے تحت LTTE کو دہشت گرد قرار دے کر اس کے سارے اثاثہ کو منجمد کردینا چاہئے اور اسے ملک بدر کردینا چاہئے، ایک ایسی تنظیم کو درپردہ آزادی دی جاتی ہے، اس کے افراد کو ضمانت پر رہا کردیا جاتا ہے اور حنیف جیسے معصوم شخص کو محض مسلمان ہونے کی وجہ سے اس قدر ستایا جاتا ہے، یہ آسٹریلیا

کا نہایت خطرناک دوہرا معیار ہے۔

مسلمانوں کے خلاف یہ صرف آسٹریلیا، امریکہ، برطانیہ بلکہ دیگر مغربی ممالک سمیت ہندوستان میں زبردست دوہرا معیار پایا جاتا ہے، گجرات Pogram (مذہب کی بنیاد پر ایک بڑی تعداد کا منظم قتل) کے ملزمان آج تک بری ہیں، بابری مسجد کو شہید کرنے والے آج تک آزاد ہیں، سہراب الدین کا فرضی انکاونٹر جس میں کئی صوبوں کے اعلیٰ عہدیدار شریک تھے، کیا ظاہر کرتا ہے؟ کشمیر میں سینکڑوں مسلمانوں کے فرضی انکاونٹر کس بات پر دلالت کرتے ہیں؟ یہ سب دوہرا معیار نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ سب تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ بیساختہ شاعر کا یہ شعر یاد آتا ہے جو حالات کی کسی قدر ترجمانی کر رہا ہے۔

محبت کی دنیا پہ شام آچکی ہے
سیہ پوش ہیں زندگی کی فضائیں
تغافل کے آغوش میں سو رہے ہیں
تمہارے ستم اور میری وفائیں

۱۶ر فروری ۲۰۰۷ء ہندوستان ٹائمز میں ایک مضمون نگار نے لکھا کہ ۱۹۹۳ء کے ممبئی سیریل بم بلاسٹ، ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت نیز دسمبر ۱۹۹۲ء اور جنوری ۱۹۹۳ء کے ممبئی فسادات کا ردعمل تصور کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں جسٹس کرشنا کمیشن کی یہی رائے ہے، سری کرشنا کمیشن اور حقوق انسانی کی تنظیموں نے جن افسران اور پولیس والوں کے خلاف کاروائی کی سفارش کی وہ سب آج تک آزاد ہیں، اگر ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ملک کی سیکولر روح کو زبردست نقصان پہنچا تو ۸ر دسمبر ۱۹۹۲ء سے ۲۰ر جنوری ۱۹۹۳ء کے درمیان ہونے والے فساد نے ممبئی کو بری طرح زخمی کر کے خوف زدہ کر دیا، بلوائی جماعت در جماعت گلیوں اور ضمنی سڑکوں پر بڑی خاموشی کے ساتھ حملہ کر کے ایسا فساد مچاتے تھے جو Nazi جرمنی کی یاد دلاتا تھا اور ممبئی پولیس نے قتل، آتش زنی، لوٹ مار اور عورتوں کے تقدس کو ختم کرنے میں بلوائیوں کا بھرپور تعاون کیا، ان سب سے بڑھ کر شرمناک بات یہ ہوئی کہ سیاسی قیادت نہایت خاموشی سے ممبئی کے جلنے کا نظارہ کرتی رہی۔

یہ سب حقائق کیا ظاہر کرتے ہیں؟ یہ دوہرا معیار نہیں تو کیا ہے؟ واضح رہے کہ ممبئی بم بلاسٹ میں کل ۲۵۷ لوگ مرے تھے، جبکہ ۹۲-۹۳ کے ممبئی فسادات میں ۹۰۰ لوگ مرے تھے، ایک طرف قتل، لوٹ مار اور عصمت دری جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے والے آزاد ہیں تو دوسری طرف ۹۳ بم بلاسٹ کیس میں TADA عدالت ان حمال کو بھی سزا دے رہی ہے جنھوں نے نادانستہ کسی ایسے پارسل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جس میں کچھ غلط مواد تھا، یا معصوم عورتوں کو سزا دی جا رہی ہے جنھیں اس نیٹ ورک کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا، کیا یہی سیکولرازم کا انصاف ہے؟ اس

سے بھی بڑھ کر انصاف کی توہین اور کیا ہوگی کہ وہ تمام ملزمین جنہیں TADA عدالت عمر قید کی سزا سنا رہی ہے انہیں فیصلہ کی نقل نہیں دی جا رہی ہے جبکہ فیصلہ کی نقل حاصل کرنا ملزم کا قانونی حق ہوتا ہے تاکہ وہ کسی دوسری عدالت میں Petition دائر کر سکے (اگر ایسا چاہے) لیکن اب تک کئی مہینے گزرنے کے بعد بھی کسی ملزم کو فیصلہ کی نقل نہیں دی گئی ہے، کیا یہ انصاف اور حقوق کی پامالی نہیں ہے؟

ہندوستانی جمہوریت اور سیکولرازم کی شاندار عمارت کی بنیاد اس بات پر تھی کہ سب کے ساتھ انصاف کا معاملہ ہو اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو، ۹۳ سیریل بلاسٹ کے مجرمین کو اگر سزا ملتی ہے تو ممبئی، گجرات، میرٹھ، ملیانہ، کے فساد کے ملزمان کو بھی سخت سزا ملنی چاہئے، بابری مسجد کو شہید کرنے والوں کو بھی سخت سزا ملنی چاہئے، ملک کی فضا کو نفرت اور تعصب کے زہر سے مسموم کرنے والے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں انہیں سزا ملنی چاہئے، مگر افسوس ہے کہ اس وقت اپنے محبوب وطن کے انصاف و غیر جانبداری کی عمارت متزلزل نظر آتی ہے۔

وقت آ گیا ہے کہ عوام تحقیق کرنیوالے اداروں سے بھی شفافیت و غیر جانبداری کا مطالبہ کریں اور جمہوریت نیز سیکولرازم کی بنیادوں کو ایک بار پھر سے مضبوط کرنے کی کوشش کریں تا کہ ٹیگور کا ہندوستان کو جنت نشان دیکھنے کا خواب جو کہ چکنا چور ہو چکا ہے، شرمندہ تعبیر ہو سکے، ہندوستان میں پھر سے امن و شانتی کی ایسی ہوائیں چلیں جو نفرت و جانبداری، تعصب اور تنگ نظری کی دیوہیکل دیواروں کو منہدم کر کے ملک کی فضا کو محبت، امن و شانتی و ہم آہنگی سے معمور کر دیں، علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے اشعار ہم سب کے پاکیزہ جذبات کی شاید ترجمانی کر سکیں۔

آ غیریت کے پردے اک بار پھر ہٹا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقش دوئی مٹا دیں
ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں
شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے واسیوں کی مکتی پریت میں ہے

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

جناب شکیل اختر

اسلام میں خاندان کا تصور اور ماں بچے کی صحت

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ انَّ لدین عنداللہ الاسلام صدق اللہ العظیم

اسلام خاندان کو ایک بنیادی اکائی سے تعبیر کرتا ہے‘ میاں بیوی میں افہام وتفہیم‘ تعاون اور امن و آشتی کی فضا قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ اسلام میں بنیادی قسم کا خاندان میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے اس مقدس رشتے کے دو بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں۔

۱۔ محبت‘ دوستی اور رفاقت ۲۔ رحم‘ افہام وتفہیم‘ مصالحت‘ رواداری‘ عفو و کرم

قرآن مجید کا ارشاد ہے: ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا (الاعراف۔۱۸۹) ترجمہ: ”وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوآ الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون (الروم۔۲۱)

ترجمہ: ”اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو۔ اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔“

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مودۃ سے مراد شوہر کا اپنی بیوی کیلئے پیار و محبت کا جذبہ ہے اور رحمۃ سے مراد شوہر کی مہربانی اور شفقت ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہے: ھن لباس لکم و انتم لباس لھن ۔(سورۃ البقرۃ۔۱۸۷)

ترجمہ: ”وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔“

اس آیت کریمہ میں بیوی کو اپنے خاوند اور خاوند کو بیوی کے لئے پردے و لباس کی حیثیت دی گئی ہے۔

خیر متاع الدنیا الزوجۃ الصالحۃ ان نظرت الیھا سرتک وان غبت عنھا حفظت

(رواہ مسلم و ابن ماجہ)

ترجمہ: ''دنیا کی بہترین نعمت نیک اور وفادار بیوی ہے کہ اس کو دیکھنے سے تم خوش ہوتے ہو اور جب تم گھر سے دور ہو تو وہ تمہاری عزت، اولاد اور مال کی محافظ ہو۔'' ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

الا ان لکم علی نسائکم حقاً ولنسائکم علیکم حقاً (رواہ ترمذی)

ترجمہ: اور خوب جان لو کہ تمہارا اپنی بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیراً (النساء۔۱۹)

ترجمہ: ''اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو اگر وہ تم کو ناپسند ہوتو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سے بھلائی پیدا کر دے۔''

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے اور فرمان میں بیویوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم ہے فرمایا

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی

اس مفہوم کو ایک دوسری جگہ پر حضور ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم اخلاقا والطفھم باھلہ (رواہ الترمذی)

''مومنوں میں سے کامل مؤمن وہ ہے جس کے بہترین اخلاق ہوں اور اپنی بیویوں پر بہت مہربان ہو۔''

واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل من ازواجکم بنین وحفدۃ (سورۃ النحل ۱۶)

ترجمہ: ''اور اللہ نے تمہارے لئے تم سے جوڑے بنائے اور تمہارے جوڑوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنائے۔''

شادی ایک بھاری ذمہ داری ہے اسے کامیاب بنانے کے لئے منصوبہ بندی ہو تا کہ اس کے ذریعے آدمی اپنی بیوی بچوں اور گھر کی بہتر نگہداشت کے لئے اپنی صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کر سکیں نیز اپنے بچوں کی ایک صالح تندرست تعلیم یافتہ اور مفید شہری کی حیثیت سے تربیت کر سکے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (سورۃ النور ۲۴) ترجمہ: ''اور جن لوگوں کو نکاح کا مقدور نہیں انہیں چاہیے کہ ضبط سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔''

قرآن مجید میں عمر کا تعین کئے بغیر شادی کی عمر اور سنجیدہ فیصلے کرنے کی عمر کے بارے میں عمومی اشارے پائے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وبتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فاءن ءانسم منھم رشداً

فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافاً و بدارا ان یکبروا۔ (سورۃ النساء۳)

ترجمہ: ''اور یتیموں کی حالت پر نظر رکھ کر انہیں آزماتے رہو (کہ ان کی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے) یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے پھر اگر ان میں صلاحیت پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو اور اس خیال سے کہ بڑے ہو کر مطالبہ کریں گے' فضول خرچی کر کے جلد جلد ان کا مال کھا ہی نہ ڈالو۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے شادی کے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی کی عمر 17 سال کا تعین کیا ہے۔ حیاتیاتی طور سے نوعمر بیویوں کے ساتھ (جو جسمانی طور سے پختہ نہ ہو) مباشرت شرمگاہ میں درد اور زخم کا باعث بن سکتی ہے نیز اگر حمل واقع ہو تو وہ ماں اور بچے دونوں کی صحت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے نوعمری کی شادی کا مطلب یہ ہے قرآن مجید نے شادی کے بارے میں جس اصول کا تذکرہ کیا ہے۔ یعنی ساتھی کی ذات میں سکون قلب کی تلاش۔ پورا نہ ہونے کا احتمال موجود ہے۔

ماں اور بچے کی صحت مند زندگی گزارنے کے تناظر میں حضورﷺ نے نسلی خصوصیات کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپﷺ نے فرمایا۔ تخیر و النطفکم فان العرق دساس اولنزاع (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ''تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تم اپنے نطفہ کو کس جگہ رکھ رہے ہو اس لئے کہ (خاندان کی) اصل (تندرست اولاد کی تخلیق میں) مددگار ثابت ہوتی ہے۔''

اس طرح یہ عام مشورہ دیا گیا ہے کہ ''اغتربوا لا تضووا'' یعنی اپنے خاندان سے باہر شادی کرو تا کہ تم کمزور بچوں کو جنم نہ دے سکو۔ جدید تحقیق نے بھی یہ ثابت کیا ہے خون کی کمی' پھیپھڑے لبلبے اور جگر کے امراض نسل در نسل خونی رشتوں کی تجدید سے ہوتا ہے اس تناظر میں اسلام کا ایک عمومی حکم ہماری رہنمائی کیلئے موجود ہے۔

لاضررولا اضرار: ترجمہ: ''یعنی نہ نقصان دو اور نہ ہی ایذا دہی۔''

اسلام ہمیں صاحب اولاد ہونے کا حکم دیتا ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ بچے اچھے اور نیک ہونے چاہیں۔ ان باتوں کا تقاضا ہے کہ ان کے صحیح نشو و نما کے لئے بھرپور سعی و کاوش سے کام لیا جائے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ اسلام میں شادی کے تقاضوں میں سے ایک فطری تقاضا یہ ہے کہ آدمی میں بچوں کے صحیح نشو و نما کی اہلیت ہو۔ اسلامی نقطہ نظر سے خاندان ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان میں عورت کئی روپ رکھتی ہے' وہ ماں بھی ہوتی ہے اور بہن' بیٹی اور بیوی بھی۔ اور ان کے انہی معاشرتی کرداروں کے حوالے سے ان کے حقوق متعین ہیں۔ اگر ماں ہے تو اپنی اولاد پر ممتا کا حق رکھتی ہے۔ اگر بیٹی ہے تو اپنے والد یا ولی پر نان نفقہ' تعلیم اور والدہ پر تربیت کا حق رکھتی ہے۔ اگر بہن ہے تو بھائیوں سے محبت اور شفقت چاہتی ہے' اگر بیوی ہے تو اپنے شوہر پر مہر' نان نفقہ اور بہتر سلوک روا رکھنے کے حقوق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ بحیثیت انسان خواتین کو اسلام میں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو

مردوں کو حاصل ہیں۔ اسلام نے بحیثیت عورت اس کے حقوق کا احترام کرنے کی تلقین کی ہے۔ جب وہ ماں بنتی ہے تو پھر اس کے حقوق کا خصوصی تذکرہ بھی کیا ہے۔

<u>ماں کے حقوق:</u> اسلام میں عورت بطور ماں عزت وتکریم، بہتر سلوک واحسان اور نان نفقے (کھانے پینے، مسکن اور روزمرہ کی ضروریات) وغیرہ کے لحاظ سے بہت سے حقوق رکھتی ہے۔ اس بارے میں بہت سی آیات کریمہ اور احادیث نبوی ﷺ موجود ہیں، جن میں سے چند ایک مثال کے طور پر ذکر کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (بنی اسرائیل۔۲۳)

ترجمہ: ''اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔'' ایک دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے:

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن (لقمان۔۱۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا۔'' ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ووصینا الانسان بوالدیہ احسنا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصلہ ثلثون شھرا (الاحقاف۔۱۵) ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کیساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا۔ اور بڑی مشقت کیساتھ اسکو جنا اسکو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے)''

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ والدین کے ساتھ بہتر برتاؤ اور احسان کیا جائے اور تمام جائز شرعی امور کی ادائیگی میں ان کی بات مانی جائے۔ اور بلا چوں وچرا ان کی رائے کا احترام کیا جائے، ان کی نصیحت ووصیت مانی جائے اور ان کے ساتھ سب سے بڑی نیکی اور احسان یہ ہے کہ وفات کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا طلب کی جائے۔ اس بات کو اللہ پاک نے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (بنی اسرائیل۔۲۴) ترجمہ: ''اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔''

مزید کئی احادیث مبارکہ میں بھی ماں کے مقام او رمنزلت کے بارے میں بہت سارے ارشادات اور احکامات موجود ہیں۔ چند ایک یہ ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا:

من احق الناس بصحبتی؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال:

امک، قال: ثم من؟ قال: ابوک ترجمہ: ''میرے اوپر کس کا زیادہ حق بنتا ہے جس کی میں خدمت کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری ماں، اس آدمی نے پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا؟ تمہاری ماں، آدمی نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری ماں، اس نے پھر پوچھا اسکے بعد کوئی اور؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا، تمہارا باپ۔'' ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

وعن عائشة رضی الله عنهما: قالت سئلت النبی ﷺ ای الناس اعظم حقا علی المرأة؟ قال زوجها، قلت فعلی الرجل؟ قال امه۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عورت (بیوی) پر زیادہ حق کس کا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے خاوند کا، پھر میں نے پوچھا کہ مرد (خاوند) پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کا۔'' ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا:

ارید الجهاد فی سبیل الله، فقال له رسول الله ﷺ: هل امک حیة؟ قال: امک حیة؟ قال: نعم، قال: الزم رجلها فثم الجنة (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں، تو حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ آدمی نے جواب دیا، ہاں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی ماں کی خدمت کرو، کیونکہ جنت اس کے قدموں تلے ہے۔

<u>رضاعی ماں کے حقوق:</u> اسلام میں یہ حقوق نہ صرف حقیقی ماں کو حاصل ہیں بلکہ رضاعی ماں کو بھی ان حقوق کا مستحق ٹھہرایا گیا اور اسے بھی حقیقی ماں کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وامهتکم التی ارضعنکم واخوٰتکم من الرضاعة (النساء۔۲۳)

ترجمہ: ''اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (یعنی انا) اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں''

رضاعی ماں ہونے کے واسطے سے ایک انسان اس کے تمام دوسری اولاد سے بھائی اور بہن کے رشتے میں جڑ جاتا ہے۔ اس کے شوہر کو رضاعی باپ اور اسکے تمام خاندان کو اسکا رشتہ دار ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ یہ مفہوم اس حدیث پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے: یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب (بحوالہ تفسیر النسفی ا۔۲۴۰)

ترجمہ: ''رضاعی حرمت، نسبی حرمت ہی کی طرح ہے، یعنی وہ سارے امور جو نسبیت کی وجہ حرام قرار پاتے ہیں وہ رضاعت کے سلسلے میں بھی حرام ہیں۔''

<u>بیٹی کے حقوق:</u> اللہ تعالیٰ نے عورت کے بحیثیت انسان مختلف حقوق متعین کئے ہیں۔ ایک انسان ہونے کے ناطے عورت کبھی بیٹی کی شکل میں اور کبھی ماں کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔ بیٹی کے حقوق سے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: قال: رسول اللہ ﷺ من کان له انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر علیھا ولدہ ادخله اللہ الجنة (رواہ البخاری باب الادب)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا' اگر کسی کی بیٹی ہو اور وہ اسے نہ مارے اور نہ اس کی توہین کرے اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل کرا دے گا۔''

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے: عن انس بن مالک ان النبی ﷺ قال: من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة انا وھو کذا۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے دو لڑکیوں کو بلوغت تک پالے رکھا' تو وہ آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔''

ایک اور حدیث میں حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من کان له ثلث اخوات او بنتان او اختان فأحسن صحبتھن واتقی اللہ فیھن فله الجنة (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: کسی کی تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں اور یا دو بہنیں ہوں' اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے حق میں اللہ سے ڈرے تو اس آدمی کی جگہ جنت ہے۔

<u>بیوی کے حقوق:</u> بیوی کے اپنے شوہر پر بہت سے حقوق ہیں جنہیں عام طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک مادی اور مالی حقوق جیسے مہر' نان ونفقہ وغیرہ اور دوسرے اخلاقی حقوق جیسے احسان' عدل وانصاف اور بہتر سلوک وغیرہ۔ اس بارے میں بہت سے شرعی احکامات موجود ہیں جن میں سے چند ایک بیان کئے جاتے ہیں۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ھو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا (الاعراف۔۱۸۹) ترجمہ: ''اور اللہ ایسا (قادر ومنعم) ہے جس نے تم کو ایک تن واحد (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (حواؑ) بنایا تاکہ وہ اس (اپنے جوڑے) سے انس حاصل کرے۔''

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر بیان ہوا ہے کہ عورت کو مرد کے جنس سے پیدا اور تخلیق کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کریں۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوآ الیھا وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذالک لأیت لقوم یتفکرون۔

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اسمیں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مودۃ سے مراد شوہر کا اپنی بیوی کیلئے پیار و محبت کا جذبہ ہے اور رحمۃ سے مراد شوہر کی مہربانی اور شفقت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

ھن لباس لکم و انتم لباس لھن (البقرۃ۔۱۸۷)

ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس کی مانند ہیں اور تم ان کے لئے لباس کی مانند ہو۔

اس آیت کریمہ میں بیوی اپنے خاوند کے لئے لباس (پردے) کی حیثیت رکھتی ہے اور خاوند اپنی بیوی کے لئے پردے ولباس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک دوسرے کے آرام وسکون کی آماجگاہ ہے اور دوسرا اس کی ذات میں حوصلہ اور سکون پاتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی حفاظت کے لئے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

خیر متاع الدنیا الزوجۃ صالحۃ ان نظرت الیھا سرتک وان غبت عنھا خفظتک (رواہ مسلم وابن ماجہ) ترجمہ: "دنیا کی بہترین نعمت نیک اور وفادار بیوی ہے کہ اس کو دیکھنے سے تم خوش ہوتے ہو اور جب گھر سے دور ہو تو وہ تمہاری عزت، اولاد اور مال کی محافظ ہو۔"

اسلام اپنے پیروکاروں پر زور دیتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے بہتر سلوک روا رکھے اور اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ (النساء ۱۹)

ترجمہ: "اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہو تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔" حضور ﷺ کا فرمان ہے:

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی (رواہ الترمذی) ترجمہ: "تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔"

ایک دوسری جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم اخلاقا والطفھم باھلہ (رواہ الترمذی) ترجمہ: "مومنوں میں سے کامل مومن وہ ہے جسکے بہترین اخلاق ہوں اور اپنی بیویوں پر بہت مہربان ہو"

حضرت عباسؓ نے فرمایا ہے انی اتزین لامراتی کماتتزین لی (بحوالہ تفسیر قرطبی ۳۔۱۲۳)

ترجمہ: "میں اپنی بیوی کے لئے خود کو اسی طرح سنوارتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے اپنے آپ کو سنوارتی ہے۔"

بیویوں کا اپنے خاوندوں پر اور خاوندوں کا اپنی بیویوں پر بہت سے حقوق ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع بحث صرف عورتوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ اس لئے خاوند کے حقوق جو کہ بیوی کے لئے واجب کا درجہ رکھتی ہیں اس بحث سے خارج ہیں۔ خاوند کا درجہ بلند ہونے کی وجہ اس کی خاندان کی سربراہی اور مالی ذمہ داری ہے اور خاوند کی یہ سربراہی

ظالمانہ اور جابرانہ نہیں' بلکہ ایک محبت وشفقت بھری مہربانی کے ساتھ خاندان کی نگرانی ہے۔

عورت کے مالی حقوق (مہر ونفقہ) اسلامی شریعت میں مہر کی ادائیگی بیوی کا حق ہے اور ہر خاوند پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نکاح کے بدلے میں مہر ادا کرے۔ مہر نقد اور جنس (جائیداد وغیرہ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص پر واجب ہے جو کسی عورت کو اپنی شریک حیات بنانے کا اعلان کرتا ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔ وآتوا النسآء صدقتهن نحلة (النساء۔۴)

ترجمہ: ''اور تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو۔''

بیوی کا نفقہ اپنے شوہر پر ایک دوسرا مالی حق ہے جو نکاح کے عوض اس عورت کا اپنے شوہر پر واجب ہوتا ہے' نفقہ سے مراد طعام' لباس' گھر کا سامان اور روزمرہ زندگی کی ضروریات پوری کرنا ہے۔ قرآن پاک میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

والوالدت يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف (البقرة۔۲۳۳)

ترجمہ: ''اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ (مدت) اس کے لئے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہیے اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ) اس کے ذمے ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدے کے موافق۔''

نفقہ کے بارے میں بہت سی احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً روى مسلم ان النبى ﷺ قال اتقو الله فى النساء فانكم اخذتموهن بامانة الله واستحللتم فروجهن بكمة اللهولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف۔ (المسلم' كتاب الحج)

ترجمہ: ''صحیح مسلم سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنی بیویوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں ایک امانت کے طور پر اپنایا ہے اور ان کے ساتھ ہمبستری اللہ کے حکم سے تم پر جائز قرار دی گئی ہے۔ اور اس کا ساتھ ان کے کپڑوں اور خوراک کی ذمہ داری بھی احسن طریقے سے تم پر لازم ہے۔''

بہتر سرپرستی اور پرورش کا حق: اسلام نابالغ اور غیر شادی شدہ یتیم بچی کیلئے ولی یا ذمہ دار سرپرست مقرر کرنے کا حکم دیتا ہے جو اس کی پرورش کے ذمہ دار ہوں۔ اور یہ حق صرف حکم اور ممانعت (کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے) تک محدود نہیں بلکہ نابالغ بچی کی پرورش' تعلیم اور تربیت اور اس طرح اس کے مال وجائیداد کی حفاظت اس کے سرپرست پر اس وقت تک واجب ہیں جب تک وہ بالغ نہ ہوں۔ والدین کو اپنی اولاد پر نظر رکھنے اور انہیں تمیز سکھانے کا حق حاصل ہے مگر ان پر بے جا تنقید اور ظلم وزیادتی کرنے کی اجازت نہیں۔ والدین کی توجہ اولاد کی صحیح پرورش' تعلیم وتربیت اور ان میں مثبت رویئے پیدا کرنے پر ہونی چاہیے۔ اگر والدین زندہ نہ ہوں تو نزدیکی رشتہ داروں میں سے کسی کو ولی مقرر کرنا

چاہیے تا آنکہ وہ بلوغت تک پہنچ جائیں۔اس دوران ولی بچوں کی جائیداد وغیرہ کی دیکھ بھال کریں۔اگر اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام تعداد کی نہیں بلکہ معیار کی بات کرتا ہے۔اور قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ ان کی فخر کا باعث وہ تعلیم یافتہ' نیک' خوددار' متقی' مسلمان ہوں گے۔جو دنیا میں دوسروں کو نفع پہنچا چکے ہوں اگر ہم چاہتے ہوں کہ پیغمبر انسانیت کے سامنے آخرت کے دن سرخرو ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بیوی بچوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور انہیں اسی طرح ادا کریں' جس طرح اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اسلام نے خاندان کو بنیادی اکائی قرار دیا ہے۔اور گھر کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔نیک اولاد کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔اس تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر والدین کے غفلت کی وجہ سے بیوی بچے اپنے حقوق سے محروم رہے تو اسکی ذمہ دار خاندان کے دیگر افراد اور معاشرہ ہوگا۔آخرت کے دن ان سے اس کی شدید باز پرس ہوگی۔

ماں اور بچوں کے حوالے سے اگر ہم مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونا چاہتے ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ بچے ہمارا مستقبل ہیں ان کی صحت کا دارومدار ماں کی صحت مند زندگی پر ہے۔دونوں کی صحت کا خیال رکھیں

☆ صحت مند گھرانہ کے لئے صحت مند ماں کی اشد ضرورت ہے دوران حمل ان کی بھرپور نگہداشت تمام خاندان کا فرض اولین ہے۔

☆ حمل کے دورانیہ کے درمیان کوئی بھی غفلت بچے کی زندگی' صحت اور ذہنی قابلیت پر برا اثر ڈال سکتی ہے اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ماں کی غذا کا خیال رکھا جائے۔ڈاکٹر سے مسلسل مشورہ کیا جائے۔اور ٹٹنس کے انجکشن لگائے جائیں تاکہ دونوں محفوظ رہیں۔

تمام حاملہ ماؤں کو حمل کے دوران شعبہ ہائے زچہ و بچہ کے زیر نگرانی رہنا چاہیے اور وقتاً فوقتاً طبی معائنہ کرتے رہنے چاہیے۔

☆ نوزائیدہ بچوں میں تشنج سے بچاؤ کیلئے حمل کے دوران ماؤں کو تشنج سے بچاؤں کے ٹیکوں کا کورس مکمل کرنا چاہیے

☆ ڈیلوری کے لئے ہمیشہ کسی مستند اور تجربہ کار ڈاکٹر' نرس یا دائی کا انتخاب کریں۔

☆ بچے کی پیدائش کیلئے صاف ستھری جگہ اور صاف ستھرا سامان ازخود ضروری ہے۔

☆ حفظات صحت کے جملہ اصولوں کو اپنانا چاہیے۔

☆ ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے' نوزائیدہ بچوں کو پیدائش کے ایک گھنٹہ کے اندر اندر ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔

☆ بچوں کو چھ ماہ کے عمر تک صرف ماں کا دودھ پلانا چاہیے۔

☆ مائیں اپنی بچوں کو ڈھائی سال کی عمر تک اپنا دودھ پلانا جاری رکھیں۔

☆ بچوں کی خوراک تیار کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح دھولیں۔

☆ سرکاری سطح کے مراکز میں دستیاب حفاظتی ٹیکوں کا کورس' اپنے بچوں کو ضرور مکمل کروائیں۔

☆ قے اور دست کی بیماری کے دوران بچوں کو علاج معالجہ سرکاری ہسپتالوں کے مستند ڈاکٹرز سے کرائیں۔

☆ ایک صحت منداور توانا معاشرے کے لئے صاف ستھرا پانی ضروری شرط ہے پانی اُبال کر استعمال کریں۔

☆ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ صفائی نصف ایمان ہے' اپنے گھر' محلہ اور شہر کو صاف ستھرا رکھیں۔

☆ اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف رکھیں۔

☆ بچوں کو صاف رہنے اور صفائی رکھنے کا عادی بنائیں۔

☆ حفظان صحت کے اصولوں کو اپنائیں کیونکہ ان اصولوں سے انحراف ہی بیشتر بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

☆ غیر محفوظ جگہوں یا زچگی کی مناسب سہولتوں کی عدم موجودگی میں زچگی کا عمل کئی پیچیدگیوں کا باعث بن سکتی ہے اس حوالے سے تربیت یافتہ ڈاکٹر یا دائی کی موجودگی نہایت اہم ہے۔

☆ زچگی کا عمل کئی احتیاطوں کا متقاضی ہے۔ خاندان پر لازم ہے کہ اس کے لئے مناسب پیسوں' ٹرانسپورٹ اور ہسپتال کا انتخاب کریں۔

☆ زچگی سے پہلے اس کے دوران یا بعد میں خون کا مسلسل اخراج' دورے یا نظر کا غائب ہونا' سر میں درد یا زچگی کے عمل میں سست روی ماں اور بچے کی صحت کے لئے نہایت خطرناک ہوسکتا ہے۔

☆ زچگی کے بعد ماں اور بچے کی صحت' آرام اور خوراک کا انتہائی خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت کے لئے اس کی زندگی کے ابتدائی دو سال نہایت اہم ہیں جس میں اسے ماں کی بھرپور توجہ درکار رہوتی ہے۔ اس دوران دوسری حمل کا وضع ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

☆ پیدائش کے فوراً بعد بچے کی ناک اور منہ کی صفائی سانس لینے میں آسانی پیدا کرتی ہے اس دوران بچا کے ساتھ معمولی بے احتیاطی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

☆ پیدائش کے فوراً بعد بچے کو ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔

☆ پیدائش کے پہلے مہینے میں بچوں میں مندرجہ ذیل علامات خطرے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

چہرے پر نیلاہٹ' دودھ پینے سے انکار

☆ جسم کا کم یا بہت زیادہ درجہ حرارت' جسم کی گہری زرد رنگت' غشی کے دورے اور غنودگی۔ (وما علینا الا البلاغ)

جناب شفیق الاسلام فاروقی

نیو امریکن انٹر نیشنلزم

امریکہ کو باقی دنیا سے کیوں نفرت ہے.....؟

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب: السلام علیکم۔

مخط کے ہمراہ "نیو امریکن انٹر نیشنلزم' امریکہ کو باقی دنیا سے کیوں نفرت ہے" کے عنوان سے برطانوی اسلامی ماہنامہ میگزین "امپیکٹ" کا اردو ترجمہ ہے جو آج سے کچھ عرصہ قبل شائع ہوا تھا۔لیکن امریکی شیطانی ذہنیت سمجھنے کے لئے آج زیادہ تازہ ہے۔مناسب جانا کہ آپ جیسی علمی اور دینی شخصیتوں کے حلقہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیلاؤں۔آپ کی اکنالجمنٹ ایک اعزاز ہوگی۔ والسلام خاکسار شفیق الاسلام

ماہنامہ "امپیکٹ" IMPACT لندن سے شائع ہونے والا ماہنامہ مغربی صحافت کے "نیوز ویک" "ٹائم" کے مقابلہ میں زیادہ خوبصورت بین الاقوامی اسلامی میگزین ہے۔جو میری رائے میں عالم اسلام کے ممالک کے لئے ایک تھنک ٹینک Think Tank میگزین ہے جس کی اشاعت کا مغربی صحافت کے مقابلہ میں جاری رہنا انتہائی اہم ضرورت ہے لیکن عالم اسلام کا المیہ ہے کہ دنیا بھر کے معروف وغیر معروف اداروں' سرکاری دفاتر میں فیشن کے طور پر "نیوز ویک" "ٹائم" "اکانومسٹ" وغیرہ ہفت روزہ میگزین دفاتر کی میزوں پر پڑا ہوا پائیں گے خواہ ان کا مطالعہ بھی نہ کرتے ہوں اور اگر کرتے ہوں تو انکے حوالہ سے اپنی سوچ بلڈ Build کرتے ہونگے۔حالانکہ ان کی خریداری بھی کہیں زیادہ مہنگی ہے۔لیکن اسلامی میگزینوں کی خریداری کو یا تو "اسراف" شمار کریں گے یا کوشش کریں گے کہ انہیں اعزازی طور پر جاری کیا جائے۔یہی المیہ چند ماہ پیشتر "امپیکٹ" کے ساتھ پیش آیا اور چند ماہ اشاعت معطل رہی۔اب دو ماہ قبل پھر جاری ہوئی ہے' کن صاحب دل افراد کی مدد سے یہ ادارہ "امپیکٹ" کو معلوم ہے۔لیکن اس نے اپیل کی ہے کہ ماہنامہ کے خریدار بنیں۔اسکے پبلشر اور منیجنگ ایڈیٹر معروف صحافی اور سکالر محمد حاشر فاروقی ہیں۔انکا ویب ایڈریس www.impact.magazine.com ہے۔اسوقت میرے سامنے اس کا اکتوبر 2002ء کا شمارہ ہے اور اہمیت کے لحاظ سے اب بھی ہر آرٹیکل اہم ہے۔لیکن اسوقت میں جناب احمد عرفان کا آرٹیکل New American

نیو امریکن انٹرنیشنلزم ۔امریکہ کو باقی دنیا سے کیوں نفرت ہے......؟

پیش کر رہا ہوں جس کے مطالعہ سے قارئین کرام محسوس کریں گے کہ امریکی صدر بش ایک ایسے جھوٹے غرور تکبر کا شکار ہو گیا جس کی کوئی انتہاء نہیں۔اس کے منحنی دماغ میں ایک ہی غلط سوچ کارفرما ہے کہ

میں دنیا کی بر وبحر کی قوتوں کا مالک ۔ ہوں

پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا بسر وچشم میرے حکم کی تعمیل نہیں کرتی

آرٹیکل کا آغاز ان الفاظ سے ہے کہ امریکہ کے بے سروپا پُر جلال اور عظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں اور چند سال قبل جب وہ عالمی سطح پر سرد جنگ کا شکار تھا دنیا کے ممالک اس کے ساتھ تھے' لیکن اب دنیا نے کیوں اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے' جس کا جواب بھی خود اس سوال میں ہے کہ تم اگر دوسروں سے محبت کے خواہاں ہو تو صرف اپنی نظروں میں اپنے آپ کو دلکش نہ سمجھو بلکہ یہ دیکھو کہ دوسرے تمہیں کن نظروں سے دیکھتے ہیں۔محبت کسی زور اور طاقت کا عمل نہیں' جس طرح انسانوں میں' مرد وعورت میں باہمی محبت کسی جبر وزیادتی سے نہیں پیدا کی جاسکتی اسی طرح قوموں اور انسانوں میں بھی محبت حکم کے ذریعہ پیدا نہیں کی جاسکتی۔

امریکی حکومت کے بالائی حلقوں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ نہ صرف مسلم ورلڈ کے عوام امریکہ کے خلاف جذبات کے حامل ہیں بلکہ روس اور یورپی ممالک بھی انہی رجحانات کے حامل ہیں۔ان سے عہدہ براء ہونے کیلئے گزشتہ دو ماہ سے ''یوایس اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ'' کے شعبہ انٹیلی جنس اور ریسرچ نے خفیہ مجالس منعقد کیں۔ان مجالس میں کیا طے پایا اس کا علم نہ ہو سکا' البتہ ڈیپارٹمنٹ کے ترجمان مسٹر رچرڈ نے خود اس بات کا اظہار کیا کہ ڈیپارٹمنٹ جلد ایک دو روزہ کانفرنس منعقد کرے گا کہ دنیا میں جو انٹی امریکن جذبات بڑھتے جا رہے ہیں اس کے کیا اسباب ہیں؟ امریکی حکومت ان کو کن معنوں میں لیتی ہے اور ان کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات کرتی ہے؟

اس کانفرنس کا انعقاد دنیا کو لاعلم رکھتے ہوئے 5 اور 6 ستمبر کو اغلباً واشنگٹن میں کیا گیا۔مدعوئین کی تعداد بیس سکالرز اور دیگر پچاس افراد چوٹی کے امریکن اور غیر امریکن تھنک ٹینکس کے علاوہ سرکردہ امریکی فوجی جرنیل تھے یہ بالکل خفیہ کانفرنس تھی جس کی مقصدیت اور اس کے حاصل ہونے والے نتائج کو کیا شکل دی جائے گی' ان کو بھی ظاہر نہیں ہونے دیا گیا۔

البتہ سب سے زیادہ دلچسپ امر یہ ہے کہ جو 70 شرکائے کانفرنس تھے ان میں سے صرف ایک شخص کا نام سامنے آسکا جس نے خود اس کا اظہار کیا' وہ ہے بدنام زمانہ بھگوڑا اسلمان رشدی۔لیکن اس کانفرنس کے بارے میں سلمان رشدی کا یہ کہنا تھا کہ ماسوائے بش انتظامیہ کی خارجہ پالیسی کے اپنے غلط اندازوں کے' بش انتظامیہ نے اپنے

خلاف انٹی امریکن ازم کا جو شور مچا رکھا ہے' وہ نری بکواس (Balderdash) ہے۔اس نے تو اسے ''گالی'' کہنے تک دریغ نہیں کیا۔ایسی ''گالی'' جس کا کوئی سر پیر نہیں اور جو لوگ بش انتظامیہ میں انٹی امریکن ازم کا شور مچا رہے ہیں۔ان کی سوچ میں تضاد' نفاق' گمراہی اور سوقیانہ پن ہے۔ بہ الفاظ دیگر اگر کوئی مسئلہ ہے تو وہ امریکہ کی پالیسی کا نہیں بلکہ ان لوگوں کا پیدا کردہ ہے جن کی سوچ میں تضاد' منافقت' گمراہی اور سوقیانہ پن ہے۔ جہاں تک عراق کا معاملہ ہے مغرب کا یہ خوشامدی نقیب بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ:

''جارج بش اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کرے گا' جس کے نتیجہ میں پوری نسل ہی انٹی امریکن ازم پلیگ کا شکار ہو جائے گی اور اس وقت بھی انٹی امریکن ازم کی جو بیماری ہے' اسے اچھی صحت سے تعبیر کیا جائے گا''

حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا جو امریکہ سے مایوس اور بددل ہوتی جارہی ہے وہ اس کی دنیا بھر کی اقوام اور انسانوں کے خلاف فرعونی رویہ اور بچھو کی طرح ڈنک مارنا ہے ورنہ تھوڑا ہی عرصہ قبل لفظ ''انٹی امریکن'' کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ''انٹی امریکن ازم'' کی اصطلاح خود امریکی دماغوں کی پیدا کردہ ہے تو غلط نہ ہوگا۔اس اصطلاح کے ذریعہ ان فرعونی دماغوں کی بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں یہ کوشش ہے کہ کون اس پیمانہ پر پورا اترتا ہے اور کون نہیں جس کے مطابق اسے نوازا جائے یا سزا دی جائے۔ چنانچہ جو افراد اور اقوام بین الاقوامی قوانین و قواعد کے مطابق ان فرعون مزاجوں کے مطالبات اور احکامات کی سرتابی کریں ان کو ''انٹی امریکن'' قرار دیئے جانے کے ساتھ انہیں بین الاقوامی مجرم قرار دیا جائے اور امریکہ کی اس سوچ کو مقدس اور کسی بھی غلطی سے ماورا سمجھ کر اس پر من وعن ایمان لایا جائے۔

اس بارے میں ''انٹی امریکن ازم'' کو ''سامی نسل'' کے خلاف ہونے کے مترادف قرار دیئے جانے کی بھی کوشش کی گئی۔ گویا کہ انٹی امریکن ازم ایسی ہی برائی ہے جیسا کہ خلاف سامی النسل (قوم یہود کے خلاف ہونا) اور دنیا میں کوئی بھی اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون اور صیہونی ریاست اسرائیل کی کھلی دہشت گردی کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہ کرے جو وہ فلسطینیوں کے اپنے مقبوضہ وطن فلسطین میں امریکی حمایت کے ساتھ فلسطینیوں پر بے پناہ اور ناقابل بیان مظالم کی شکل میں توڑ رہے ہیں۔اگر ایسا کیا گیا تو اسے ''انٹی امریکن ازم'' اور ''خلاف سامی النسل'' گناہ قرار دیا جائے گا۔جو دونوں ناقابل معافی ہیں۔

امریکی حمایت کے ساتھ اسرائیلی مظالم کے جوڑ میل پر نکتہ چینی اور اعتراضات ڈربن (جنوبی افریقہ) کے مقام پر ستمبر 2001ء میں نسل پرستی کے خلاف منعقدہ کانفرنس میں ہوئے جہاں ان دونوں ''گناہوں'' کو ایک ''گناہ'' قرار دیا گیا' جن کا رشتہ کلنٹن کے دور سے ہی شروع ہو گیا ہے۔لہٰذا بش انتظامیہ کے لئے یہ خاص دردسری کی بات نہ تھی لیکن بات اب کہیں آگے بڑھ گئی ہے' جس کا مظاہرہ جوہانسبرگ Johansburg (جنوبی افریقہ) کے مقام

پر 26 راگست تا 24 ستمبر 2002ء کی عالمی سطح کی امریکہ ''ڈیویلپمنٹ'' کانفرنس میں مشاہدہ میں آیا جن میں امریکہ کونشانہ تضحیک بنایا گیا۔ حالانکہ امریکہ کی نمائندگی سیاہ فام وزیر خارجہ کولن پاول کرر ہے تھے۔

ڈربن کے مقام پر امریکہ اور اسرائیل کی نسلی امتیاز کی پالیسی کو انسانی حقوق کی یو این آئی کمشنر سبکدوش ہونے والی پریذیڈنٹ میری رابنسن تحفظ دے رہی تھیں' جو اپنے آپ کو رومن کیتھولک کہتی ہیں لیکن اس کانفرنس میں اپنے آپ کو یہودی النسل قرار دیتے ہوئے نمائندگان سے گزارش کی کہ وہ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نرمی برتیں لیکن خود امریکہ اور اسرائیل نے اپنی پالیسیوں کے بارے میں کسی ندامت اور پشیمانی کا اظہار نہیں کیا۔ چنانچہ میری رابنسن نے امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس نے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی ہے تو اسے عملی طور پر انسانی حقوق کے احترام کی پالیسیوں کو اپنانا ہوگا۔ لیکن آپ نے کہا کہ اس کی بجائے ایسے امیگریشن قوانین استعمال کررہا ہے جن کے تحت غیر ملکیوں کو غیر معینہ عرصہ کے لئے پابند کر پائے۔ جس میں عرب نسل کے افراد کے خلاف نسلی امتیاز برتتے ہوئے ان کو امریکہ دشمن قرار دیتے ہوئے ان کی تلاش میں ان پر زیادہ سے زیادہ پابندیاں عائد کردے اور ان میں جن افراد کو افغانستان میں گرفتار کیا گیا اور اب وہ کیوبا کی گوانتاناموجیل میں قید ہیں۔ ان پر پوری سختی کے ساتھ ان امتیازی قوانین کو استعمال کیا جائے۔

بش انتظامیہ نے اپنے انتہاء پسندانہ نسلی قوانین کا جوڈنڈا اپنے خیالی دشمنوں پر برسانا شروع کیا ہے اس کے خلاف آواز اٹھانے میں اکیلی میری رابنسن نہیں ہیں جو مسلمہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی انسانی اقدار کی علمبردار ہیں اور جن کے نتیجہ میں عالمی برادری ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں' امن عالم کو قائم رکھنے کی خواہش میں متحد ہے۔ ان بیسیوں امریکن رائٹرز' مصنفین' شعراء' پروفیسرز' آرٹسٹوں' دانشوروں اور ''ضمیر کی آواز بلند کرنے والوں'' کا بھی ذکر نہ کرو' جو اپنی حکومت کی ایسی جنگجویانہ سوچ اور پالیسی کے خلاف ہیں' جس کا کوئی مقصد اور انتہا نہیں اور ظلم و جبر کے نئے پیمانے متعین کر رہی ہے۔ معروف واہمہ شکن ناؤم چومسکی (Noam Chomsky) کا ذکر نہ کرو جس نے بش حکومت پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ''دنیا ہماری فریڈم کے خلاف نہیں بلکہ ہماری پالیسیوں کے خلاف ہے۔ یا گورویدال Gore Vidal جو بش کی ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کو ان معنوں میں لیتا ہے کہ جن لوگوں کے دماغوں پر جنگ کا جنون طاری ہو جائے ان کے دلوں سے صبر اور معصوم انسانوں کی زندگیوں کا احترام اٹھ جاتا ہے۔

ایسی بین الاقوامی صورت حال کے پیش نظر یہ ذرا بھی حیران کن بات نہ رہی کہ نیلسن منڈیلا جیسا بزرگ عالمی دانشور اور سیاست دان (عمر ۸۰ سال) امریکی انتظامیہ اور بش کے بارے میں اپنی اس رائے کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا کہ ''امریکی رویہ امن عالم کے لئے خطرہ ہے'' (بحوالہ نیوز ویک ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۲) بلکہ انہوں نے تو بش کو (بحوالہ ڈیلی ''مرر'' لندن ۱۸ر ستمبر) ''عالمی بدمعاش'' قرار دیا کہ امریکہ اب اپنے آپ کو ایک ایسی واحد عالمی سپر پاور خیال کرتا ہے

کہ وہ دنیا میں جو چاہے کر پائے اور کوئی اس پر انگلی نہ اٹھائے۔

منڈیلا کے لئے یہ ایک بڑا صدمہ بھی تھا کہ امریکہ میں ایک ''عنصر'' نسلی برتری کا شکار ہے اور اسی پیمانہ سے وہ دنیا کے ساتھ سلوک کر رہا ہے۔

یو این کے سابقہ آرمز انسپکٹر سکاٹ رٹر Scott Ritter کا کہنا ہے کہ جہاں تک بھاری پیمانہ پر تباہ کن اسلحہ کی تیاری کا معاملہ ہے، عراق کے بارا میں کوئی ایسی شہادت نہیں، جس سے یہ ثابت ہو سکا کہ وہ اس میں ملوث ہے اور نہ ہی بش اور ٹونی بلیئر عراق کے بارے میں کوئی ایسی شہادت مہیا کر سکے ہیں البتہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں اسرائیل کے پاس بھاری مقدار میں تباہ کن اسلحہ موجود ہے لیکن اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھاتا۔ چنانچہ توجہ طلب امر یہ ہے کہ ایک ملک کے بارے میں ایک معیار ہے اور دوسرے ملک کے بارے میں دوسرا معیار ہے کہ وہ سفید فام ہے اسرائیلی یعنی ''وہائٹ'' سفید فام۔

سابق امریکی صدر جمی کارٹر کو یہ بیان کرتے ہوئے بڑا دکھ ہے کہ ''امریکہ جو کچھ عرصہ قبل انسانی حقوق کا عالمی چیمپئن شمار کیا جاتا تھا اب وہ ان تمام عالمی تنظیموں اور معروف اداروں کا بری طرح ٹارگٹ بن کر رہ گیا ہے جو دنیا میں جمہوری اقدار اور انسانی حقوق کے تحفظ کی علمبردار ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ ''امریکہ نے اپنے جسم سے ان تمام انسانی اور اخلاقی اقدار کا جُوا اتار پھینکا ہے جو دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے اس کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا تھا۔''

انسانی حقوق اور آزادی کے خلاف امریکی انتظامیہ کے رویہ میں یہ ڈرامائی تبدیلی کیونکر ہوئی ہے؟ دونوں معنی خیز ہیں۔ کارٹر کی رائے ہے کہ ''پس پردہ قدامت پسندوں کا ایک گروہ ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کوشاں ہے'' لیکن نیلسن منڈیلا بڑے واضح الفاظ میں وائس پریذیڈنٹ بش (جو اختیارات کے مالک ہیں) کو غلط راہ پر ڈالا ہوا ہے اور یہ دونوں افراد جنہوں نے بش کو بری طرح گھیرے میں لیا ہوا ہے یہ دونوں ڈینسار Dinosaurs ہیں۔ ایک ایسا مہیب شکل جانور جس کی نسل دنیا سے ناپید ہو چکی ہے اور یہ نہیں چاہتے کہ صدر دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

ان دو کے علاوہ بھی بعض دیگر افراد جن میں کچھ مسلم اور عرب ہیں اپنے وقتی اور ذاتی مفادات کے تحت امریکہ کی خارجہ اور دفاعی پالیسی میں ''آلہ کار'' بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں جمی کارٹر نے معاف نہیں کیا اور ان کے بارے میں واضح الفاظ میں کہا کہ یہ وہ مفاد پرست گروپ اور لابی ہے جو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے پردے میں اپنے لئے زیادہ سے زیادہ مفادات کے حصول میں عمل پیرا ہیں۔

یہ کہنا بے جان نہ ہوگا کہ واشنگٹن ڈی سی (امریکی دارالحکومت) اب ایسے ناعاقبت اندیش ہاتھوں میں یرغمال بن چکا ہے جو ایک عرصہ سے نہ صرف تیسری دنیا اور عرب و مسلم ممالک کو اپنے ناپاک عزائم کے مطابق دام تزویر

میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھے بلکہ تمام دنیا کا فرعون بننے کا خواب دیکھ رہے تھے لیکن ایسے لوگوں کا عظیم المیہ ہے کہ جس انجام سے فرعون دوچار ہوا اس سے انہوں نے سبق نہیں لیا۔

''لنڈن ٹائمز'' کے معروف صحافی جان سمپسن John Simpson نے مسٹر بش کو مشورہ دیا ہے کہ ''وہ تاریخ سے سبق لے اور اب جب کہ آپ اقتدار اور قوت کے اعلیٰ ترین منصب پر ہیں' تو ظلم و تشدد کو نہ اپنائیں۔''

صدیوں پہلے ایک قدیم رومن سینیٹر نے بڑے دانشورانہ اور ناصحانہ انداز میں ملکویت پسند حکمرانوں کو ان الفاظ میں تنبیہ کی تھی: ''نہ تم ہمیشہ کے لئے طاقتور ہو اور نہ تمہارے دشمن ہمیشہ کے لئے کمزور''

بیورو آف انٹیلی جنس اینڈ ریسرچ کانفرنس جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس میں جو کچھ طے پایا' امریکی انتظامیہ نے اس پر پردہ ڈالے رکھنا ہی مناسب سمجھا۔ حالانکہ امریکی انتظامیہ کے اپنے مفاد میں تھا کہ جن امور نے اس کانفرنس کا انعقاد ضروری بنایا اور اس میں جو سفارشات طے پائیں انہیں پبلک میں لایا جائے تاکہ موافق و مخالف آراء اور انٹی امریکن رجحانات اسے معلوم ہو سکیں لیکن مسٹر باؤچر (جو غالباً امریکن انتظامیہ میں سیکرٹری انفارمیشن ہیں' نے بڑے روکھے انداز میں کانفرنس کے بارے میں اس کے ''مختلف رُخ' دنیا میں انٹی امریکن ازم کی کیا جڑیں ہیں اور ہم ان کو کن معنوں میں لیتے ہیں؟'' ذکر کیا' لیکن اس کے ساتھ یہ کہا کہ: ''امریکی انتظامیہ نے جو پالیسیاں اپنائی ہیں' کانفرنس میں طے پایا وہ ان پر بڑی سختی سے عمل پیرا رہے گی اور اس کے خلاف دنیا سے کوئی آواز سختی سے ٹھکرا دی جائے گی''

المختصر چونکہ ساری خرابی انٹی امریکن ازم ہے لہذا کوئی قوم اور کوئی ملک امریکہ کو قصوروار ٹھہرانے کی جرات نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسی جرات کی تو امریکہ کو یہ اخلاقی حق حاصل ہے کہ وہ اپنی عظیم فوجی طاقت کے بل بوتے پر ایسے قصوروار کو کچل ڈالے۔ یہ ہمارا جرم نہیں بلکہ اس قوم اور ملک کا جرم ہوگا جو انسانی حقوق' آزادی اور وقار و عزت کے نام پر ہماری پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بنائے۔ اس لحاظ سے اب امریکی انتظامیہ اور اس کے حاشیہ برداروں نے اپنے آپ کو ''مقدس اور معصوم'' قرار دے ڈالا ہے کہ جس پر چاہیں اس پر ''انٹی امریکن'' ہونے کی گالی چسپاں کر کے اسے تباہ کر ڈالیں۔

بہرکیف' سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ''امریکن ازم'' کے نام پر دنیا پر امریکہ کی عظمت و شوکت کا جھوٹا رعب ڈالنے کا جو ڈھونگ رچایا ہے وہ اس کی عظمت قائم کرنے کی بجائے اپنے ''باس'' Boss کا رعب جمانا ہے۔ البتہ کولن پاول کے خیالات اس بارے میں قدرے مختلف ہیں جن کو یہ حاشیہ بردار اپنے ''باس'' Boss کی عظمت و شوکت کے خلاف گردانتے ہوئے ایسے لوگوں کو حاسد' جمہوریت اور تہذیب کا دشمن اور خرابی کی جڑ قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ گزشتہ ہفتہ (ماہ ستمبر میں) بش نے کانگریس کو اپنا پلان بھیجا کہ اس کی انتظامیہ مخالفین سے نبٹنا چاہتی ہے کہ یہ ''مخالفین'' ''خرابی کی جڑ'' ہیں۔ ''جمہوریت سے نفرت کرتے ہیں'' اور ''تہذیب کے دشمن'' ہیں اور ان

مخالفین اور دشمنوں کو فوجی قوت اور طاقت کے استعمال کے ذریعہ ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ

''آج امریکہ کو بے مثال فوجی قوت' عظیم اقتصادی برتری اور سیاسی بالادستی حاصل ہے لہذا بہتر ہوگا کہ ہم اپنے خلاف کسی ابھرتے خطرے کو اسے خطرہ بننے سے قبل ختم کر دیں اور اس کیلئے صرف اور صرف طاقت کا استعمال ضروری ہے اور دیگر کوئی راہ ممکن نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون امریکہ سے نفرت کرتے ہیں اور جس کا امریکہ طلبگار ہے۔''

32 صفحہ کی اس پالیسی دستاویز جسے امریکہ کی نیشنل سیکورٹی حکمت عملی قرار دیا گیا ہے' سرد جنگ کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے ذریعہ کو بے سود قرار دیا گیا ہے اور اب ''امریکن انٹرنیشنلزم'' کے معنی یہ ہیں کہ امریکہ اپنی فوجی بالادستی کے خلاف کسی فرد کو اجازت نہیں دے گا اور نہ ہی کسی ملک کو اپنی ''ملٹری بلڈاپ'' Military Build up کی اجازت دے گا۔ اس امید پر کہ وہ امریکہ کے برابر یا اس سے قوی تر ہو جائے۔

چنانچہ اس دستاویز کو کانگریس میں پیش کرتے ہوئے آپ نے یہ اجازت طلب کی کہ آپ اپنے مفروضہ فوری یا مستقبل میں ہونے والے ممکنہ دشمن کے خلاف فوجی طاقت استعمال کر سکیں جو ان کے خیال میں امریکہ کی عالمی بالادستی کے لئے خطرہ ہوسکتا ہے۔

اس بارے میں آپ نے اپنی اس دستاویز میں یہ واضح کیا کہ:

''اگرچہ اس سلسلے میں عالمی برادری کا تعاون حاصل ہونا چاہیے' لیکن اگر عالمی برادری ہمیں سپورٹ نہیں کرتی اور ہماری مخالفت کرتی ہے تب بھی ہمیں اپنی پالیسی کے مطابق اکیلے عمل کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔''

اس دستاویز میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ''جو ممالک ہمارا نشانہ ہیں' وہ ہمارے لئے باعث خطرہ نہیں لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ جیسا ہم چاہتے ہیں اس کے مطابق چلنے کیلئے تیار نہیں لہذا ان کو راستہ سے ہٹایا جانا ضروری ہے۔

بہ الفاظ دیگر ایک ملک کہ نہ تو وہ امریکہ سے جنگ کا خواہاں ہے' نہ ہی ایسے مہلک ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہے جو کہ نہ ہماری تباہی کا موجب ہوں' نہ ہی کسی ''دہشت گرد گردہ'' کو پناہ دینے کا مجرم ہے' لیکن اس کا حکمران امریکہ کا پسندیدہ نہیں جو امریکہ کی مرضی کے مطابق اس کے ہدایات پر عمل پیرا نہ ہونے میں کوتاہ ہے' لہذا ضروری ہے کہ واشنگٹن اسے سزا دے''

چنانچہ ستمبر کے اواخر تک اس نے کروز میزائل' ڈیزی کٹر بم عراق پر بسا کر اپنا مقصد حاصل کرنا میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور نہ ہی اس کے بعد جبکہ وقتاً فوقتاً یہ عمل جاری ہے' لیکن اس کے ساتھ عالم اسلام کو اپنا ہمنوا بنانے کیلئے میڈیا کے ذریعہ نفسیاتی جنگ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ذریعہ مختلف شعبوں میں امداد کو بھی ''نیو امریکن انٹرنیشنلزم'' قبول کرنے کے لئے استعمال کیا' کہ دنیا بالخصوص عالم اسلام امریکہ کی پناہ میں اپنی عافیت سمجھے جس میں ان کے لئے یہ پیغام ہے کہ ''اگر تم نیو امریکن انٹرنیشنلزم کے اس فلسفہ کو نہ اپناؤ گے تو امریکہ میں ایک خوف کی فضا میں رہو گے''

لیکن اپنی جگہ پر یہ سوال قائم رہتا ہے کہ: ''امریکہ (نیو امریکن انٹرنیشنلزم کی آڑ میں) باقی دنیا سے کیوں نفرت کرتا ہے؟''

اسکے ساتھ ''امپیکٹ'' کا یہ اہم آرٹیکل ختم ہے۔ اس بارے میں راقم الحروف کی رائے ہے: ''نیو امریکن انٹرنیشنلزم'' کے نام پر پس پردہ دیگر افراد کا آلہ کار بن کر امریکی فرعون بش اپنی بالادستی کو دنیا پر مسلط کرنے کی کوشش کرے گا۔ باقی دنیا کی اس سے اور امریکہ سے نفرت میں اضافہ ہوگا۔ مناسب ہوگا کہ بش کی اس تقریر کو بھی یہاں پیش کردیا جائے جو اس نے صدر بننے سے قبل کی تھی جو کافی دلچسپ ہے:

آج کی دنیا ایسی دنیا ہے جو ماضی کے مقابلہ میں غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہے۔ ماضی میں ہم پُر یقین تھے کہ صرف روس ہمارا مد مقابل ہے' اس پر ہم پر یقین تھے۔ لہٰذا امن قائم رکھنے کیلئے بڑے پیانے پر دوسرے کے خلاف نیوکلیئر اسلحہ تیار کیا گیا۔

اب یوں تو آج کی دنیا غیر یقینی صورت حال کی دنیا ہے لیکن بعض باتوں میں ہم پُر یقین ہیں کہ کہ ایک ابلیسی طاقت (روس) ختم ہو چکی ہے لیکن ابلیسیت ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ہم اس بارے میں بھی پُر یقین ہیں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی امریکہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں اور ان کو ختم کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل بھی نہیں ہم اس بارے میں بھی پر یقین ہیں کہ اس دنیا میں کچھ پاگل آدمی ہیں' جن کے پاس میزائل ہیں اور دہشت گرد ہیں۔ لیکن امن قائم رکھنے کے بارے میں پر یقین ہوں جس کے لئے بلند مورال کی ملٹری کا ہونا بہتر ہے۔''

البتہ میں پُر یقین ہوں کہ اس کی انتظامیہ کے تحت ملٹری کا مورال خطرناک حد تک پست ہے...... ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء

یہ مضمون آج سے چار سال قبل کا ہے' جب بش جیسا کہ اس مضمون سے ظاہر ہے کہ بڑے غرور و تکبر کے ساتھ اولاً افغانستان اور بعد ازاں عراق پر حملہ آور ہوا تھا کہ دہشت گردی کا نام لے کر اس نے ان دو ممالک کو اپنی خوفناک بمباری کے ساتھ جارحیت کا نشانہ بنایا ہے' ان دونوں ممالک پر پوری شان و شوکت کے امریکی علمبرداری کے تحت امریکہ کا جھنڈا لہراتا نظر آئے گا۔ اور اس کے بعد دیگر سر پھرے اسلامی ممالک کو بھی اپنی جارحیت کا نشانہ بنا سکے گا۔ لہٰذا یہ مضمون اس تناظر میں مطالعہ کیا جائے کہ ایک ملا (Mullah) کی قیادت میں چند ہزار طالبان نے اپنی بے مثال قوت ایمانی سے واحد عالمی سپر پاور کے حکمران کے غرور و تکبر کو خاک میں ملا دیا ہے۔

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں

editor_alhaq@yahoo.com

جناب اوریا مقبول جان

تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ

جس صاحب نظر سے ملو‘اس کے چہرے کوغور سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کرو‘تو یوں لگتا ہے جیسے ایک پریشانی اور اضطراب ہے جو جھلکتا نظر آتا ہے۔ایسا اضطراب جو کشتیوں کے ملاحوں کے چہرے پر سمندروں پر بادل اڈتے‘ طوفانی ہواؤں کی اپنی سمت بڑھتے ہوئے دیکھ کرنظر آنے لگتا ہے‘ ہرکوئی ایک دوسرے سے یہی درخواست کرتا پھر رہا ہے‘ دعا کریں ہم پر بہت کڑا وقت آ گیا ہے‘ ہمارے اعمال کی سزا ملنا شروع ہوگئی ہے‘یوں لگتا ہے ساٹھ سال سے جو ڈھیل‘ہمیں دی گئی تھی اب اس کا خاتمہ ہوگیا۔اب کارکنان قضاء وقدر نے معاملات اپنے ہاتھ میں لے کر اس صفائی کا آغاز کردیا ہے‘جو کسی تعفن زدہ معاشرے کیلئے ضروری ہوتی ہے‘ ہرصاحب نظر کی آنکھ نم ہے‘دل پریشان ہے اور دعاؤں میں ہچکیوں کی صورت بندھی ہوئی آہیں اور سسکیاں ہیں۔ہرکوئی اس مملکت خداداد پاکستان کی بقاوسلامتی کی دعاؤں میں مصروف ہے اور ہر کسی سے صرف ایک ہی التجا کرتا ہے‘اس سے پہلے کہ درتوبہ مقفل کردیا جائے۔اس سے پہلا کہ آندھیاں اور طوفان اور عذابوں کے قافلے ہمیں گھیر لیں اللہ کے سامنے گڑگڑا کر استغفار کرلو۔اپنے اعمال کی‘اپنی کوتاہیوں کی‘ظلم پر اپنی خاموشی کی تا کہ اللہ اس طوفان کا رخ پھیر دے جو میرے وطن کے سر تک آ پہنچا ہے۔میں کہ جو ایک کوتاہ نظر‘ گناہگار اور کم مایہ شخص ہوں وہ ان صاحبان نظر کو دیکھتا ہوں جنہیں اللہ نے بصیرت اور بصارت عطا کی ہے تو خوف سے کانپ اٹھتا ہوں۔مڑ کر اپنے گزرے ہوئے سالوں پر نگاہ پڑتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے میرے جیسے لوگوں کے گناہ‘بداعمالیاں اور مصلحتیں اتنی شدید ہیں کہ شاید آنسوؤں کے سمندر اور ہچکیوں سے مانگی ہوئی معافی کی درخواستیں بھی قبولیت کا مقام حاصل نہ کرسکیں۔وہ خوف جس سے آج اس ملک کا ہر مومن صفت برگزیدہ شخص کانپ رہا ہے وہ کس قدر شدید ہوگا اگر میری قوم کو اس کا احساس ہوجائے تو حضرت یونس کی قوم کی طرح سجدے میں گرجائے‘اللہ سے پناہ کی طالب ہوجائے‘امان مانگے۔سید الانبیاء کی حدیث پڑھتا ہوں تو خوف اور غالب آجاتا ہے۔آپ نے فرمایا ’’جس وقت غنیمت کو ذاتی دولت ٹھہرایا جائے‘امانت کو غنیمت سمجھا جائے‘ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے‘ آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے‘اپنی ماں سے نافرمانی کرے‘ اپنے دوست کو نزدیک اور اپنے باپ کو دور رکھے‘ فاسق وفاجر شخص اپنے قبیلے کا سردار ہو‘ قوم کا سربراہ ذلیل اور کمینہ شخص ہو‘آدمی کی عزت اسکے شر کے ڈر سے کی جائے‘ گانے بجانے والیاں اور باجے ظاہر ہوں‘شراب پی جائے اور امت کے لوگ اپنے سے پہلے گزر جانے والوں پر لعنت بھیجیں تو پھر انتظار کرو سرخ ہواؤں کا‘ زلزلوں کا‘ زمین کے دھنس جانے کا‘ پتھروں کے برسنے کا‘ اور پے درپے نشانیوں کا جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے اور دانے پیہم گرنے لگیں‘‘۔سید الانبیاء کی مسند احمد میں موجود ایک اور حدیث میرے خوف میں اضافہ کرتی ہے‘آپ نے فرمایا ’’اللہ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے عمل کے باعث اسوقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جبتک ان میں یہ عیب پیدا نہ ہوجائے کہ اپنے سامنے برے اعمال ہوتے دیکھیں اور

انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہوں مگر نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ عام اور خاص سب پر عذاب نازل کرتا ہے۔''
گزرے سالوں پر غور کرتا ہوں تو نگاہیں ساٹھ سال قبل اس سرزمین پر داخل ہونے والے لٹے پٹے قافلوں کی جانب لوٹ جاتی ہیں۔ بے سروسامان لوگ' جنکے پیارے راستوں میں ماردیئے گئے' جنکا کل اثاثہ لوٹ لیا گیا۔ جنکی عفت ماب بیٹیوں بہنوں نے عصمتوں کی قربانی دی لیکن بلکتے' زخموں سے چور یہ لوگ جب اس سرزمین پر پہنچے تو سجدہ ریز ہو گئے۔ آنکھوں سے تشکر کے آنسو امڈ پڑے۔ یوں لگتا تھا جیسے انکے رب نے انہیں ویسے ہی بدترین غلامی سے نجات دی ہو جیسے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے چھڑایا تھا اور اس بدترین غلامی کا نظارہ میں نے بھارت کے اٹھارہ شہروں میں گھومنے کے بعد یوں دیکھا کہ بنارس' اورنگ آباد اور ممبئی جیسے شہر جہاں مسلمان کسی طور بھی چالیس فیصد سے کم نہیں وہاں وہ اس قدر خوفزدہ' بے اطمینان اور مضطرب ہیں جیسے انکی ذراسی خطا انکا گھر جلا کر راکھ کروادے۔ عصمتیں تار تار ہوجائیں اور اولاد آنکھوں کے سامنے تڑپتی جان دے دیگی۔ لیکن ان ساٹھ سالوں میں ملنے والی اس جائے امان کیساتھ ہم نے کیا کیا۔ وہ سرزمین جسے نہ ہم نے اپنے خون سے سینچا تھا اور نہ ہی اپنی جدوجہد سے حاصل کیا تھا بلکہ عطائے خداوند قدوس تھی۔ ہم نے اسکے کونے کونے کو ظلم زیادتی' بے انصافی' جبر اور استحصال سے بھر دیا۔ ہم نے سوچا تک نہیں کہ یہ سرزمین تو ہمارے پر امانت تھی۔ کیا ہم نے اپنے بدمعاشوں' اپنے تھانیداروں' اپنے حکمرانوں کی عزت انکے شر کی وجہ سے نہیں کی۔ کیا ہم نے فاسق وفاجر لوگوں کو اپنے قبیلوں کا سربراہ نہیں بنایا۔ کیا ہم نے قوم کا سربراہ چنتے ہوئے کبھی سوچا کہ اسے کن خصلتوں کا امین ہونا چاہیے۔ ہم پر جو مسلط ہو گیا ہم نے اسے تسلیم کرلیا۔ سید الانبیا نے فرمایا کہ اللہ کی' اسکے فرشتوں کی اور تمام انبیاء کی لعنت اس شخص پر جو طاقت کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرے اور شریف لوگوں کو ذلیل کرے اور کمینوں کو عزت دے۔ ہم خاموش رہے۔ ہم بے حس ہو گئے' ہمارے سامنے ہر روز 15 کے قریب لوگ بھوک اور افلاس سے تنگ آکر خودکشی کرتے رہے' اور ہمارے بڑے بڑے ہوٹل مرغن کھانا کھانے والوں سے آباد رہے' ہمارے سامنے گھروں کے گھر بارود کے دھوؤں اور بموں کی کرچیوں سے اڑتے رہے' معصوم بچوں کی قطار در قطار لاشیں دفن ہوتی رہیں اور ہم اپنے گھروں کے آرام دہ صوفوں پر بیٹھے ٹیلی ویژن سکرین پر منظر دیکھتے رہے' تنگ آکر چینل بدلتے رہے' معصوم بچیاں بموں کی گھن گرج میں اپنے پیاروں کے خون آلود لاشیں گود میں رکھ کر آسمان کی سمت دیکھتیں رہیں اور اپنے اللہ کے حضور پیش ہونے تک سوچتی رہیں کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں کتنے ہونگے جو اپنی بیٹیوں کو گلے سے لگائے پیار سے میٹھی نیند سو رہے ہونگے۔
میرے گناہوں اور میری خاموشیوں کی تفصیل طویل ہے۔ اس ملک کے سولہ کروڑ لوگ طاقت رکھتے تھے اس ظلم اور زیادتی کیخلاف کھڑے ہونے کی لیکن انکی مصلحتیں انکے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں' کسی کا کاروبار تھا۔ کسی کی نوکری اور کسی کا مستقبل۔ لیکن میرا خوف میرا ساتھ نہیں چھوڑ رہا۔ میں صاحبان نظر کی آنکھوں میں آنسو اور چہروں پر خوف دیکھ رہا ہوں' اے میرے اللہ ہم پر رحم فرما' ہم کمزور ہیں' ہم گناہگار ہیں' ہماری خطائیں معاف فرما' اگر تو نے فیصلہ کرلیا کہ تو ہر خاص وعام پر عذاب مسلط کردے پھر تو خواص کی دعائیں بھی نامراد لوٹ آئینگی' ناکام ونامراد' ایسے میں ہم کہاں جائینگے' ہم برباد ہو جائینگے۔ اے میرے اللہ ہم تیرے غضب کے مقابلے میں تیری رحمت سے پناہ مانگتے۔ بیشک تیری رحمت تیرے غضب سے بالاتر ہے' ہم پر رحم فرما۔ سیدنا زین العابدین کی دعا زبان پر ہے۔ اللہ میں تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ چاہتا ہوں۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

جناب سلمان نسیم ندوی

انجیل مرقس میں تحریف کی ایک مثال

برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی کردار کشی

مسیحیت کے مآخذ میں انجیل مرقس کو اہم مقام حاصل ہے' اس کا کاتب یوحنا (لقب: مرقس) یکے از پیروان یسوع مسیح ہیں یا حواریوں کے سردار پطرس جیسا کہ ابن بطریق کی رائے ہے؟ اس میں محققین کے درمیان اختلاف ہے' اس وقت اختلاف سے قطع نظر انجیل مرقس کی ایک کہانی کی اصلیت اور حقیقت پر نظر ڈالنا مقصود ہے جو انجیل مرقس میں بار بار دہرائی گئی ہے۔

کہانی کا خلاصہ یہ ہے: ''حضرت عیسیٰؑ اپنے شاگردوں کے ہمراہ ایک گاؤں (بیت عنیا) پہونچے' اچانک ایک عورت جس کا بھائی مرگیا تھا یسوع مسیح کے سامنے آئی اور یہ پکارتے ہوئے سجدہ میں ریز ہوگئی: اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر! شاگردوں نے اس خاتون کو جھڑکا تو یسوع نے اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا' اور اس عورت کے ساتھ اس باغ میں گئے جہاں اسکے بھائی کی قبر تھی' اسی وقت قبر سے رونے کی ایک بلند آواز سنی گئی تو یسوع نے قبر پر سے چٹان کو ہٹادیا اور وہاں اتر گئے جہاں وہ جوان تھا' پھر یسوع نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور نوجوان کو کھڑا کردیا' نوجوان نے یسوع کو بغور دیکھا اور محبت میں گرفتار ہوا اور یسوع کے پاس رہنے کی ان سے گزارش کی' پھر وہ دونوں قبر سے باہر آئے' سب لوگ اس نوجوان کے گھر گئے' اس لئے کہ نوجوان مالدار تھا' انہوں نے وہاں چھ دن گزارے' اس عرصہ میں یسوع نے اس نوجوان کو ضروری تعلیمات دیں' اور شام کو نوجوان آیا اس حال میں کہ اس نے اپنے ننگے بدن پر ایک باریک کپڑا پہن رکھا تھا' جس کو کاہن پہنا کرتے تھے' یسوع اس رات اس کے ساتھ رہے تاکہ اس کو ملکوت الٰہی کے اسرار سکھائیں اور جب یسوع بیدار ہوئے تو نہر اردن کے دوسری طرف روانہ ہوگئے......''

یہ ہے اس کہانی کا خلاصہ جو انجیل مرقس کے مختلف حصوں میں حذف واضافہ کیساتھ وارد ہوئی ہے' انجیل یوحنا (45-1:11) میں بھی اسی طرح کا ایک واقعہ متذکرہ بالا تفصیل کے ساتھ مذکور ہے' محققین کی رائے یہ ہے کہ دونوں واقعہ ایک ہی ہے' اس میں (العیاذ باللہ) یسوع کا اس نیم عریان نوجوان کیساتھ رات گزارنے کو خصوصیت سے جگہ دی گئی ہے۔ مرقس (52-51:14) میں سولی کے واقعہ میں مذکور ہے: ''سب نے ان (یسوع مسیح) کا ساتھ چھوڑ دیا

اور بھاگ گئے' البتہ ایک جوان جو ایک ازار پہنے نیم عریاں تھا ساتھ لگا رہا' نوجوانوں نے اس کو پکڑ لیا' تب اس نے ازار اتار پھینکا اور ننگا ہی بھاگ اٹھا''۔

مرقس (14:51-52) میں مکتوب ہے: ''جب جسیمانی کے باغ میں پہرے داروں نے ان پر حملہ بولا تو وہ جوان عریانیت کی حالت میں بھاگ کھڑا ہوا......''

ان تمام جگہوں پر کردار ایک ہی ہے' اور اگر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ بات وضاحت کی محتاج نہیں رہ جائے گی کہ اس کہانی میں کردار کے جس پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ یسوع مسیح کا اس کمسن نوجوان کے ساتھ شب باشی اور محبت وانس ہے' جو اکثر نیم عریاں رہتا ہے' اس تصویر کشی کو اللہ کے برگزیدہ بندہ کی توہین اور غلط تصویر تسلیم کی جائے یا پھر اس کی تاویل کی جائے یا پھر (نعوذ باللہ) وہ تسلیم کر لیا جائے جو اہل ہوس نے اس تصویر کشی سے تسلیم کرانا چاہا ہے' جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

انجیل مرقس کے بعض نسخوں میں اس طرح کے صاف الفاظ وارد ہوئے ہیں ''عریاں شخص عریاں کے ساتھ''

اس طرح کے جملوں یا مذکورہ عریانیت کی تفسیر میں مفسرین نے دو رائے بیان کی ہیں:

۱۔ اگر اس عریانیت کا محرک اور سبب ایک عبادت اور مقدس عمل تھا تو پھر کلیسا نے اس انجیل مرقس میں جس کو نیقیہ کی کونسل نے تسلیم کیا ہے' اس سے اس واقعہ کو حذف کیوں کر دیا؟ اور یہی نہیں بلکہ قدس کے ایک بڑے پادری کلیمنٹ نے سرے سے اس کا انکار ہی کیوں کر دیا؟

۲۔ یسوع مسیحؑ اپنے تمام پیروؤں سے محبت کرتے تھے۔ پھر کیا بات ہے کہ جب جب یسوع اور اس نوجوان کا تذکرہ آتا ہے تو خصوصیت سے ''محبت'' کا تذکرہ آتا ہے اور عریانیت پہلی تفسیر کے مطابق اگر بپتسمہ کے لئے تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جہاں بھی نوجوان کا تذکرہ آتا ہے اسی کے ساتھ اس کی نیم عریانی کو بیان کیا جاتا جب کہ بپتسمہ کا عمل ہر وقت نہیں ہوا؟

<u>دوسری تفسیر:</u>

۲۔ دوسری رائے کے بانی مبانی مورٹن سمیت (1915-1991) ہے' اس شخص نے مرقس کی خفیہ انجیل کے بارے میں دو کتابیں بھی لکھی ہیں' وہ اس تصویر کشی کی یہ تفسیر کرتا ہے کہ (نعوذ باللہ) یسوع مسیح اس قوم کا عمل کیا کرتے تھے جس پر پتھر کی بارش ہوئی تھی (اس گستاخ شخص نے اس موقع پر کھلے لفظوں کو استعمال کیا ہے) دوسرے لفظوں میں وہ دریدہ دہن ان کی طرف ہم جنس پرستی کو منسوب کرتا ہے۔

حد یہ ہے کہ مذکورہ کہانی میں جہاں جہاں عریانیت کا تذکرہ آیا ہے' اس جگہ تبصرہ کرتے ہوئے پادری پیٹر میرنی لکھتا ہے

☆ ''انجیل یوحنا یونانی زبان میں لکھی گئی' اس انجیل کے مخاطب یونانی عوام تھے' قدیم یونانیوں کے نزدیک ہم جنس پرستی کوئی عیب یا شرم کی بات نہیں تھی' اس لئے دو شخصوں کے مابین محبت یا ٹیک لگانے کی تعبیر سے جنسی محبت مراد

لینا کوئی بعید بات نہیں......"

☆ "اس نوجوان کا ایک معمولی چادر اسطرح زیب تن کرنا کہ اسکا کھینچ لینا اور اسکو ننگا کر دینا ممکن ہوا اس سے اسکے علاوہ اور کیا ثابت ہو سکتا ہے کہ یسوع اور کمسن نوجوانوں کے درمیان خاص نوعیت کے تعلقات تھے۔" (العیاذ باللہ)(1)

پہلی تفسیر قوی نہیں ہے اور دوسری رائے ایک عام شخص کی طرف منسوب کرنا شرم و عار کی بات ہے چہ جائے کہ ایک برگزیدہ ہستی' پیغمبر خدا کی طرف اس کا انتساب کیا جائے' پھر آخر اس کہانی کی حقیقت کیا ہے؟

تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہانی کا وجود ہے لیکن اس شکل میں نہیں جس شکل میں پیش کی گئی ہے' دراصل انجیل مرقس میں تحریف نے اس کہانی کو "معاشقہ" یا "ہم جنس پرستی" کا رنگ دے دیا ہے' چنانچہ اس کا اعتراف خود قدس کے پادری کلیمنٹ نے برملا کیا ہے' اس اعتراف کا انکشاف خود مورٹن سمیث نے کیا ہے۔

"مورٹن سمیث" ایک بڑا عیسائی عالم ہے قدس کے جنوب مشرق میں واقع ماری سابا نامی چرچ کے مخصوص کتب خانہ کی فہرست سازی کا کام اس کے سپرد تھا' ساتویں صدی ہجری کے مصنف اجناٹیس انطاکی کی ایک کتاب کا جائزہ لیتے وقت' کتاب کے آخری صفحات میں یونانی زبان میں اس کو ایک خط نظر آیا' خط کا آغاز ان الفاظ میں ہوا تھا:

"مقدس کلیمنٹ (مصنف کتاب "اسٹروماٹیس" کی طرف سے یہ خط تھیوڈر کے نام......"

یہ خط تھیوڈر نامی ایک شخص کو لکھا گیا ہے' خط کا لکھنے والا کلیمنٹ اسکندری (150-213) ہے' 203ء میں جب قیصر سپٹموس سفیریس نے عیسائیوں پر مقدمہ چلایا تو یہ اسکندریہ سے بھاگ کر قدس میں پناہ گزیں ہوا اور قدس کا پادری بن گیا' اسی پادری کی حیثیت سے اس نے یہ خط بھیجا' اس خط میں پادری کلیمنٹ نے مرقس کی خفیہ انجیل کے بارے میں بہت سی معلومات مہیا کی ہے' انہوں نے اس خط میں اس انجیل کے دو مکمل اقتباس کو پیش کیا ہے۔ کلیمنٹ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ مکمل انجیل اسکندریہ کے گرجا گھر میں موجود ہے' لیکن کلیسا نے اس کو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے' ان کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ انجیل مرقس مسیحت کے ابتدائی زمانوں میں تین شکلوں میں موجود تھا۔

☆ مکمل نسخہ' یہ نسخہ علم لاہوتی کے متخصصین کے لئے مخصوص تھا' مرقس جب اسکندریہ وادر ہوئے تو انہوں نے اس نسخہ میں اضافہ بھی کیا تھا۔

☆ کاربوکراٹسی' یہ نسخہ کاربوکراٹس کی طرف منسوب ہے' اس نے اپنی ایک جماعت قائم کی تھی' اس نے انجیل مرقس کے اصل نسخوں میں تحریف کیا اور پھر یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہی اصل نسخے ہیں' ان نسخوں کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں جنسی اباحیت کی دعوت کھلم کھلا دی گئی ہے۔

☆ خط سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تیسرا وہ مختصر و منقح نسخہ ہے جس کو نیقیہ کی کونسل نے تسلیم کیا اور اختلاف سے بچنے کیلئے مکمل یا محرف نسخوں سے اجتناب کیا گیا' ان تمام نسخوں کو ختم کر دیا گیا تھا' یہاں تک کہ بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں دو مصری کاشتکاروں نے زمین کی تہوں سے بہت سی انجیلوں کو نکالا جن کو حرام قرار دیا گیا تھا' جیسے انجیل مریم'

انجیل توماس وغیرہ۔

کلیمنٹ کا خط تھیوڈر کے نام: تھیوڈر نے کلیمنٹ کو ایک سوالنامہ بھیجا تھا، جس میں مذکورہ بالا جملوں یا اس عشقیہ کہانی کے بارے میں وضاحت چاہتی تھی، کلیمنٹ چونکہ اسکندریہ میں انجیل مرقس کا مکمل نسخہ دیکھ چکا تھا، اس لئے اس نے اس نسخہ کو اصل مان کر یہ جواب لکھا کہ یہ عشقیہ کہانی اصل انجیل مرقس میں موجود نہیں ہے یا کم از کم اس شکل میں نہیں ہے، یہ خط طویل ہے لیکن یہاں اس خط کے صرف ان حصوں کو نقل کیا جائے گا جن سے موضوع پر روشنی پڑتی ہے:

''کاربوکراٹ کی تعلیمات کو موت کی نیند سلا کر آپ نے ایک بڑا نیک کام انجام دیا ہے، اس لئے کہ یہ لوگ ان گمراہ ستاروں کی طرح ہیں جن کا اشارہ پیشین گوئی میں کیا گیا ہے، جو لوگ جسمانی لامتناہی جہنم کے گڑھے میں پڑنے کی وصیت کر کے صراط مستقیم سے گمراہ ہو گئے، جس وقت یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کر رہے تھے کہ یہ شیطان کے خفیہ رازوں کو جانتے ہیں ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ اپنے آپ کو گمراہی کی تاریکی میں دھکیل رہے ہیں۔

یہ حضرات انجیل مرقس کے بارے میں جو بات مسلسل دہرا رہے ہیں، تو اس سلسلہ میں معلوم ہونا چاہیے کہ اس انجیل کے بعض حصے محرف ہیں اگر چہ بعض حصے حقائق پر مشتمل ہیں، لیکن کسی بھی حال میں یہ انجیل اپنی صحیح شکل میں پیش نہیں کی گئی، اس لئے کہ سچائی اور حق کو جب جھوٹ اور باطل میں گڈمڈ کر دیا جائے گا تو وہ محرف اور باطل ہی سمجھا جائے گا...... اور اس میں حق کی حیثیت اس نمک کی طرح ہو جائے گی جس نے اپنا ذائقہ کھو دیا ہے۔

انجیل مرقس کا واقعہ یہ ہے کہ پطرس نے روما میں اپنے دوران قیام (GOD) کے اعمال و معمولات کو قلم بند کیا تھا لیکن وہ (GOD) کے تمام حالات اور معمولات نہیں تھے، خفیہ معمولات کا اس میں اشارہ بھی نہیں تھا، لیکن پطرس نے ان چیزوں کا انتخاب کیا تھا جن سے اس کے یقین کے مطابق نئے مؤمنین کے ایمان کو مضبوط بنانے میں مدد ملتی، لیکن جب پطرس شہید ہوئے تو مرقس اسکندریہ پہونچا، مرقس نے اپنی تصنیف شدہ کتاب میں ان خواطر اور خیالات کو منتقل کر لیا، جس سے معرفت الٰہی کی طرف پیش رفت میں مدد مل سکتی تھی، اس طرح مرقس نے ایک ایسا انجیل کی تالیف کی جس میں روحانیت پر زور تھا تاکہ اس کمال کے طالبین اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس نے اس سلسلہ میں مختلف فیہ امور، اسی طرح رب کے پوشیدہ اعمال سے تعرض نہیں کیا...... جب اس کی موت قریب آئی تو اس نے اپنی تصنیفات اسکندریہ کے کلیسا کو دے دیا، جہاں پر اس کی مکمل حفاظت کی جاتی تھی، اور صرف انہیں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی تھی جن کو عظیم اسرار کے حصول کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

لیکن جیسا کہ معلوم ہے کہ شیطان کی شریر طبیعت بنی نوع انسانی کی ہلاکت کے منصوبے بناتی ہے، شیطان کی اسی طبیعت نے کاربوکراٹس کو اپنے دام فریب میں جکڑ لیا، چنانچہ کاربوکراٹس نے مکر و فریب کے جال پھیلائے اور اسکندریہ کے گرجا گھر کے ایک پادری کو شیشہ میں اتار لیا اور اس طرح اس نے خفیہ انجیل کے ایک نسخہ کو حاصل کیا، اور پھر اس نے اپنے کافرانہ عقیدہ کے مطابق جس میں جسم کو مقدس درجہ حاصل ہے، اس انجیل کی تفسیر کی، اس کے علاوہ انجیل

کے مقدس کلمات کو خرافات اور جھوٹ سے بدلا اور اس طرح اس نے کاربو کراٹی تعلیم ایجاد کی۔

جیسا کہ ہم نے شروع میں لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے میدان کھلا نہ چھوڑا جائے اور اس انجیل کو ہرگز تسلیم نہ کیا جائے......''

تحریف کا پس منظر: رومی اور یونانی تہذیب میں ہم جنس پرستی عام بات رہی ہے' افلاطون اور ہومیروس نے اس کا کھل کر تذکرہ کیا ہے' واقعات نقل کئے ہیں' یہاں تک کہ یونانی تہذیب میں (العیاذ باللہ) خدا بھی اس سے محفوظ نہیں ہے' جس زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی اس وقت یروشلم رومیوں کے زیر اثر تھا' اور ہر مغلوب قوم کی طرح غالب قوم کی یہ ''مہذب مرض'' ان میں بھی عام تھا' حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی تعلیمات نے اس کی مخالفت کی' غالی متبعین نے اس مخالفت کو پہلے ''بے رغبتی'' پھر ''رہبانیت'' میں داخل کر دیا' اب ہم جنس پرستی تو دور کی بات کلیسا کی تعلیمات میں جائز اور مشروع طریقوں کی بھی گنجائش نہیں تھی' فطری طور پر اس کا ردعمل اس طرح ہوا کہ خود کلیسائیں اور خانقاہیں بدکاری کے سب سے بڑے اڈے بن گئے' اور دوسرا ردعمل یہ ظاہر ہوا کہ مسیحی تعلیمات میں خود اہل ہوس مسیحی علماء ہم جنس پرستی کے جواز کے دلائل تلاش کرنے لگے۔ اس میں سب سے زیادہ کامیابی کاربو کراٹس کو ملی کے اس نے خود یسوع مسیح کو (العیاذ باللہ) اس میں ملوث کر دیا' اور اس طرح اس نے اپنا ایک فرقہ بنایا جس کے نزدیک دو مردوں کے درمیان رشتہ ازدواج قائم ہوتا تھا' یہ فکر اتنی عام ہوئی کہ بڑے بڑے پادری برملا اس رشتہ میں بندھتے تھے' تیسری صدی عیسوی میں اس فکر اور فرقہ کو کافی عروج حاصل ہوا' سب سے پہلے اس فکر کی مخالفت پادری آگسٹن نے کی لیکن اس کی مخالفت کا پس منظر بھی دلچسپ ہے' وہ خود ایک دوسرے شخص سے جڑا ہوا تھا' لیکن اچانک وہ شخص دوسرا شہر منتقل ہو گیا اور وہاں اس نے اپنے لئے دوسرا انتخاب کر لیا' اس پر پادری آگسٹن جل اٹھا اور ردعمل میں وہ ہم جنس پرستی مخالفت کا ہیرو بن گیا' لیکن اس فکر کو ختم کرنے میں کلیسا کامیاب نہیں ہو سکا' اور یہ عمل آج بھی موجود ہے بلکہ بعض ملکوں میں قانونی شکل اختیار کر چکا ہے' ایک سروے کے مطابق صرف امریکا میں 16 سال سے لیکر 55 سال کی عمر کے لوگوں میں 10 فیصد ایسے ہیں جو کم از کم تین سال جنس پرستی میں گزار دیتے ہیں' 73 فیصد امریکی' زندگی میں کم از کم ایک بار اس گھناؤنے عمل کو ضرور انجام دیتے ہیں۔ 19 فیصد خواتین چالیس سال کی عمر تک اس کی مرتکب ہوتی ہیں۔ 3 فیصد زندگی بھر اس مرض میں گرفتار رہتی ہیں' اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس میں کوئی دینی حرج نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ انجیل مرقس کی مذکورہ تحریف اور اسی طرح کی دوسری محرف تعلیمات نے ان کو سند جواز فراہم کر دیا ہے۔[2]

حوالہ جات

(1) (http://kspark.kaist.ac.kr/jesus%20sexuality.html)

(2) (http://mcdialogue.net/articles.16.html)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد دوبارہ اسباق کا آغاز: الحمدللہ دارالعلوم میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد دوبارہ اسباق کا آغاز زور وشور سے شروع ہوگیا ہے۔ اور از سر نو دارالعلوم کی رونقیں بحال ہوگئیں ہیں اور امتحانات کی تیاریاں زور وشور سے طلباء کررہے ہیں۔

مغربی میڈیا کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد: دارالعلوم کی عالمی مسلمہ حیثیت کے پیش نظر یہاں مغربی میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) کے نمائندوں کی آمد حسب سابق رواں دواں ہے۔ اسی سلسلہ میں پولینڈ سے ایک ٹیم نے جسکے نمائندہ ایرک ڈی لا ویرن اور انکے ساتھ نے دارالعلوم کا مسلسل دو دن تک دورۂ کیا اور طلباء وعلماء سے تفصیلی انٹرویوز لئے۔ اس سے قبل رچرڈ اینجل' این بی سی نیوز کے مشرق وسطیٰ کے نمائندہ نے حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔ اس سے قبل بلجیئم کے ایک بڑے پرائیویٹ چینل کی ٹیم نے بھی دارالعلوم کا دورہ کیا اور حضرت مولانا مدظلہ سے موجودہ اور عالمی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اسکے علاوہ فرانس کے معروف اخبار کے نمائندے بھی دارالعلوم دو دفعہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اسیطرح پاکستان کے معروف پرائیویٹ ٹی وی چینل سی این بی سی کی ٹیم نے بھی دارالعلوم آکر اسکے مختلف شعبہ جات کی ریکارڈنگ کی اور پھر موجودہ اور عالمی صورتحال پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ایک گھنٹہ کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ جسے عنقریب ہی پوری دنیا میں نشر کیا جائیگا۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا تعزیت کیلئے نوڈیرو کا سفر: محترمہ بےنظیر بھٹو کے حادثہ قتل پر قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ایک بڑے وفد کیساتھ مورخہ ۳ / جنوری کو نوڈیرو سندھ گئے۔ کراچی' سکھر' نواب شاہ' حیدرآباد وغیرہ کے علماء اور پارٹی رہنماان کے ساتھ تھے' مرحومہ کے شوہر آصف علی زرداری سے تعزیت کی۔ اس سفر کا کچھ تفصیلی ذکر اس شمارہ کے نقش آغاز (اداریہ) میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

دارالعلوم کے اساتذہ کرام کا سفر حج: دارالعلوم حقانیہ سے الحمدللہ اس سال بھی فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہ عرف دیر بابا' مدیر الحق مولانا راشد الحق صاحب' مولانا سعید الرحمن صاحب۔ مولانا سید احمد شاہ حقانی صاحب اور ناظم کتب خانہ مولانا احسان الکریم صاحب تشریف لے گئے تھے۔ الحمدللہ تمام حضرات دارالعلوم واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ان حضرات نے دارالعلوم کے فضلاء' چندہ دھندگان' محبین' مخلصین اور خصوصاً قارئین الحق کیلئے خصوصی دعائیں مقامات مقدسہ میں مانگیں۔ ادارہ ان تمام حضرات کو اس مقدس فریضہ کی ادائیگی پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ادارہ

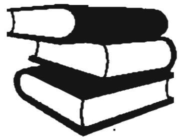

تعارف تبصرہ کتب

نام کتاب: قرآن کے دو باب (ماہنامہ ''الفرقان'' میں شائع ہونے والا تفسیری سلسلہ کتابی شکل میں)

مصنف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ضخامت ۵۱۶ صفحات۔ قیمت/-۲۰۰ روپے۔

ناشر: الفرقان بک ڈپو لکھنو بھارت

مصنف کتاب اپنے ابتدائیہ حرف افتتاح میں رقم طراز ہیں کہ قرآن پاک پر بہت کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے مگر اس محفل قرآن کے چھوٹے سے یعنی فقط دو سورتوں پر مشتمل کام کے دوران میں اندازہ ہوا کہ قرآن اپنے حق کی ادائیگی کیلئے ابھی اور بہت محنتوں اور جانکاہ کوششوں کا طالب ہے' محفل کی اس چھوٹی سی کوشش کو کتابی شکل میں لانے کا محرک بس یہی خیال ہے کہ اس کے ذریعہ شاید کسی طالب علمانہ ذوق والے کو کسی آیت کے فہم میں آسانی ہو جائے اس کتابی شکل میں سورۃ بقرہ کے درمیان کا وہ تمام حصہ تو شامل ہوا ہی ہے جو ''الفرقان'' میں شائع نہیں ہوا تھا۔ نظر ثانی میں بہت سے مقامات پر حذف واضافہ اور تغیر وتبدیل کا عمل بھی ہوا ہے۔ نیز کتابی شکل کے لئے نام کی بھی تبدیلی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اسے محفل قرآن کی جگہ قرآن کے دو باب کا نام دیا گیا ہے۔ ''الفرقان'' میں اس سلسلہ کی تکمیل ۵۷ قسطوں میں ہوئی تھی۔ اس کتاب میں سورۃ بقرہ کے اس حصہ کی شمولیت کے بعد جو ''الفرقان'' میں چھوٹ گیا تھا۔ ان قسطوں کی تعداد اب ۶۸ ہو گئی ہے۔ کتاب میں ان قسطوں کے لئے محفل میں ہی تعبیر برقرار رکھی گئی ہے۔ یعنی ہر قسط فہم قرآن کی ایک نشست اور محفل ہے۔

زیر نظر کتاب قرآن کریم کے دو بابوں ''الفاتحہ'' اور ''البقرہ'' کی تشریح وتفہیم ہے۔ مصنف مدظلہ نے اپنے وقت کے عظیم اساتذہ سے پڑھا اور ربانی اور راسخ العلم علماء کی صحبتیں اٹھائی ہیں ان کے قلم گہربار کا تو زمانہ معترف ہے۔ عصر حاضر کی نفسیات اور اس کی فکری الجھنوں سے ان کی واقفیت براہ راست ہے۔ مشرق سے شروع کر کے مغرب تک کے میخانوں کو بذات خود انہوں نے دیکھا ہے۔ یہ کتاب مصنف مدظلہ کے دونوں علمی رخوں کی جامع ہے ایک طرف قرآن کے الھدیٰ اور اس کی تہوں میں موجود نور وبصیرت کے خزانوں کو آشکارا کرنے میں نئے زمانے کی نفسیات اور اس کی ذہنی ساخت کی رعایت رکھتے ہوئے کوشش کی گئی ہے کہ عصر حاضر کے ایک عام سوچنے سمجھنے والے کو قرآن

اپنے مسائل اور اپنی زندگی کی راہوں میں روشنی مہیا کرتا ہوا محسوس ہو۔ دوسری طرف سختی سے اس بات کی پابندی کہ قرآن کی بنیادی تعلیمات کی تفہیم وتشریح میں قلم کا قدم اسلاف کے قائم کردہ حدود سے باہر نہ جانے پائے۔ اللہ سے امید ہے کہ عقلوں کو اس کتاب کے مطالعہ سے اطمینان اور دلوں کو قرآنی نور و بصیرت کا کچھ حصہ ضرور ملے گا۔

نام کتاب: ادبی ڈالئ (ادبی تحفہ) مصنف: مولانا گل شیر مجاہد حقانی

ضخامت: ۱۴۶ صفحات قیمت: -/۸۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ دیو بند محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

مولانا گل شیر مجاہد حقانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قدیم اور مایہ ناز فضلا میں سے ہیں' آپ جید عالم اور معلم کے ہونے کیساتھ ساتھ ایک بہترین ادیب اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ زیر تبصرہ شعری مجموعہ آپ کی شاعرانہ تخلیقات اور ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ بنیادی طور پر کتاب پشتو شاعری پر مشتمل ہے جس میں پشتو شاعری کے اکثر اصناف شامل ہیں۔ حمد وثنا بہترین اور دلگداز نعتیں۔ نظم غزلیات اور رباعیات وغیرہ اس مختصر مجموعہ میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ آپ کا شعر و شاعری کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے۔

کتاب کی ابتداء میں ''مولانا گل شیر مجاہد اور ان کی شاعری'' کے زیر عنوان محترم ڈاکٹر پرویز مجبور صاحب نے آپ کی شخصیت اور شاعری کے متعلق اظہار خیال کیا ہے اس کے بعد آپ کی زندگی کے حالات پر جناب فضل ربی صاحب نے بہترین مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس کا مطالعہ بہت دلچسپ اور اہم ہے۔

موصوف استاذی واستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے خصوصی معتقدین ومتعلقین میں سے ہیں۔ اسی عقیدت اور تعلق کی وجہ سے کتاب کا انتساب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی طرف کیا ہے۔ اور حضرت الشیخ رحمۃ اللہ کے سانحہ ارتحال پر آپ نے جو دلگداز اشعار لکھے تھے وہ بھی زیر تبصرہ کتاب کی زینت ہیں۔

شعر و شاعری سے شغف رکھنے والے حضرات بالخصوص پشتو شعر وسخن سے لگاؤ اور عقیدت رکھنے والوں کے لئے یہ ایک بہترین سوغات اور ادبی تحفہ ہے اسی حوالہ سے یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہے اس لئے کہ ڈالئ کا لفظ پشتو زبان میں تحفہ اور سوغات کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ امید ہے یہ کتاب پشتو ادبیات میں بہت جلد اپنا منفرد مقام پیدا کرے گی۔

مرچ مسالے دار مرغّن غذا

نظامِ ہضم کی خرابی کا باعث بن سکتی ہے

نئی کارمینا لیجیے، یہ آپ کو بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن
اور تیزابیت سے محفوظ رکھے گی۔

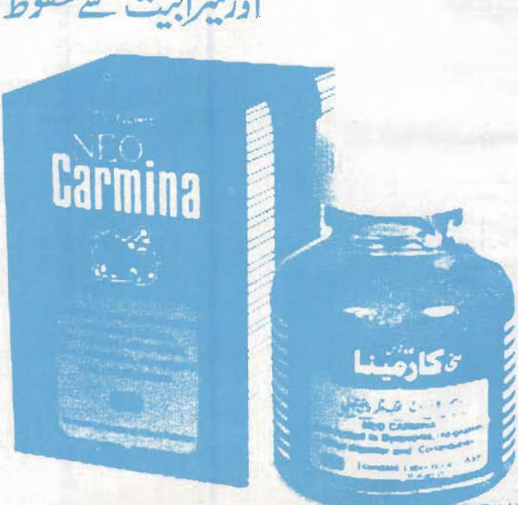

نئی کارمینا

ہاضم ٹکیاں، ہر گھر کی اہم ضرورت

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی
شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-CAR-1/2006

Regd No P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمرالمصنفین جامعہ حقانیہ

نمبرشمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲	دعواتِ حق (مکمل دوجلد)	" " "	" " " "	۱۱۹۲
۳	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " "	۴۰۰
۴	عبادات وعبدیت	" " "	" " " "	۸۸
۵	مسئلہ خلافت وشہادت	" " "	" " " "	۱۰۴
۶	صحبتے بااہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۴۰۸
۷	اسلام اورعصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸	قرآن حکیم اورتعمیر اخلاق	" " "	" " " "	۹۶
۹	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۱۲۰۰
۱۱	قادیانیت اورملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " "	۲۲۴
۱۳	قومی اورملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " "	-
۱۴	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " "	۵۶۰
۱۵	روسی الحاد	" " "	" " " "	۲۲۰
۱۶	فتاویٰ حقانیہ (چھ جلد)	مولانا مفتی مختاراللہ	حضرت شیخ الحدیث ومفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	اسلام کا نظام اکل وشرب وفلسفہ حلال وحرام	" " "	" " " "	۴۵۰
۱۹	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۵۰۰
۲۰	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) (۲جلد)	مولانا اصلاح الدین حقانی	" " " "	زیرطبع
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختاراللہ	مولانا مفتی مختاراللہ	۱۰۰
۲۲	شریعت بل کا معرکہ	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا انوارالحق حقانی	۲۶۰

مئوتمر المصنفین "جامعہ دارالعلوم حقانیہ" اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ